



از وقت اخبار الفضل قادیان
۶۸۳۲
بخدمت جناب مرزا
عمدۃ الخمار
Lahore

۸۳۵
صاحب

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل
فی پرچہ
قادیان

عبدالغنی

بخدمت
جناب
صاحب

جماعت احمدیہ کراچی (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین صاحب مدظلہ العالی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۹ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۲۸ء جمعہ مطابق ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ جلد ۱۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یارجون کے جلسہ کے متعلق آخری گزارش

المنشی

الفضل کا یہ آخری پرچہ ہے۔ جو احباب کرام کو، ارجون کے جلسہ سے قبل پہنچے گا۔ اس لئے اس تحریک کے متعلق یہ آخری گزارش ہے۔ کہ جلسہ کو ہر طرح کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ اس کام کے لئے اگر چند دن اپنا آرام و آسائش قربان کر دینا پڑے۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اور ہم ہر اس شخص سے جو رسول کریم صلی علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور الفت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اور کوئی مسلمان ہی کس طرح کہلا سکتا ہے۔ جب تک اس کے دل میں بانی اسلام کی الفت نہ ہو، امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ سر توڑ کوشش کریگا۔ کہ ارجون کا جلسہ ایک یادگار جلسہ ہو۔ اور اس کے فیوض کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہو۔

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اپنے ذاتی بغض اور کینہ کی وجہ سے اس تحریک میں جو سرور و عالم کی شان کے اظہار کیلئے کئی گئی ہے۔ روڑے اٹکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اور ان کی افسوسناک مخالفت کو مد نظر رکھتے ہوئے جلسہ کی کامیابی کیلئے خاص جدوجہد سے کام لینا چاہیے۔ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے ان لوگوں کی ہمتوں میں برکت ڈالے گا۔ جو جلسہ کو کامیاب بنانے کی سعی کریں گے۔

جلسہ کے بعد ضروری روئے اشاعت کیلئے الفضل کو بھیجنی چاہیے۔ اور دوسرے مسلمان اخبارات کو بھی۔ خصوصاً انقلاب لاہور۔ ہمدرد لکھنؤ۔ مشرق گورکھ پور۔ وکیل مرث مسر۔ نیز سول ٹری گزٹ لاہور اور پانیرال آباد پریس۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدائے کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ ارجون کو قادیان میں جو جلسہ منعقد ہوگا۔ اس میں حضور تقریر فرمائیں گے۔ انشاء اللہ جناب مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کے بعض ضروری کاموں کے لئے شملہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے کلکتہ جائیں گے اور ارجون کے جلسہ میں لیکچرینگے۔ جناب مانظ روشن علی صاحب اور ارجون کو لاہور میں لیکچر ہوگا۔ اور میر قاسم علی صاحب ساوینڈی کے جلسہ میں تقریر کریں گے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا منصور احمد صاحب اس سال امتحان انٹرنس میں کامیاب ہوئے۔ نائمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔

تاج (۱۳ جون) صاحب جمال احمد صاحب ہماری عیال ہائیس۔ دانہ ہوئے

الفصل کا دوسرا خاتم النبیین

اجاب سے نہایت ضروری گزارش

جن بزرگوں دوستوں اور قریب احترام آرائین نے الفتن کے خاتم النبیین نمبر کے لئے مضامین اور خطیں ارسال کیں۔ ان کی پہلی شفقت اور مہربانی کا ہی شکر یہ ادا نہیں کیا جاسکا کہ اب مزید گزارش کرنے کی جرات کی جا رہی ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ ان کی نوازش اور کرم نے ہی اس بات پر آمادہ کیا ہے۔ کہ الفتن کا دوسرا خاتم النبیین نمبر جس کے متعلق مفصل اعلان دوسری جگہ درج ہے۔ اس جگہ مفصلاً لکھنے کی درخواست کی جائے۔

ایک خاص بات جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ یہ ہے کہ جو اصحاب احمدی ہوں۔ یا غیر احمدی۔ یا غیر مسلم۔ اگرچہ ان کے جلد میں مضمون پڑھیں۔ وہ جلد کے بعد جلد سے جلد اپنے مضمون بھیج دیں۔ اور جو زبانی لیکچر دیں۔ وہ بھی بہت جلدی اپنے مضمون قلم بند کر کے ارسال فرمادیں۔ تاکہ ان کی اشاعت کا انتظام کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ہی ہر جلد کے احمدی منتظمین سے ہماری گزارش ہے۔ کہ وہ ایسے مضامین کے حاصل کرنے اور ہمارے پاس پہنچانے کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ فائنل فریم میں ان کے مضامین۔ ایسے اصحاب اگر زبانی تقریریں کریں۔ تو اس کیلئے بہترین صورت یہ ہوگی کہ ان کی تقریریں قلمبند کر کے اور پھر انہیں دکھا کر دوران کے دستخط کرنا ضروری جائیگا۔ امید ہے اجاب اس گزارش کا خاص خیال رکھ کر الفتن کو شکرگزاری کا موقعہ دیں گے۔

ارجون کے جلسہ کے متعلق ضروری امور

جلد جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیے۔ کہ ارجون کے جلسہ کی رپورٹ الفتن اور دیگر اسلامی اخبارات انصاف۔ زمیندار ریاست۔ ہوم گھنٹو ہمدردی وغیرہ میں بھیجنے کے علاوہ سول ملٹری گزٹ لاہور اور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کو بھی بے اداز جلد ارسال کریں۔ رپورٹ جی ایم ایمان بڈریوہ تارک بھیجی جائے۔ اخبارات کو تارک بھیجنے کی اجرت عام تاروں کی بہت سستی ہوتی ہے۔ یعنی اخبار کو تار بھیجنے کے لئے ۲۴ الفاٹ کے واسطے صرف ۸ خرچ ہوتے ہیں۔

(۲) جلسوں میں مدراس۔ کلکتہ۔ گورکھپور۔ لاہور۔ امرتسر۔ انبالہ وغیرہ دیگر مقامات کے ان ہندو اصحاب کا خاص طور پر شکریہ ادا کی جائے۔ جنہوں نے ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔

(۳) جماعت ہائے لاہور امرتسر۔ سیالکوٹ۔ فیروز پور۔ گوجرانوالہ

الفصل کا خاتم النبیین نمبر

سات ہزار چھپا اور ختم ہو گیا

الفصل کا خاص نمبر ۲۷ صفحے حجم پر چھپوایا گیا تھا۔ اور اس کی بار بار اعلان کر دیا تھا۔ کہ جس قدر تعداد کسی مقام پر مطلوب ہو پہلے اطلاع دیں۔ ۵۰ ہزار تک آئی ہوئی درخواستوں کے مطابق جس قدر تعداد مطلوب تھی۔ احتیاطاً اس سے ایک ہزار زیادہ چھپوایا گیا تھا۔ سو تاریخ اشاعت تک آئی ہوئی تمام درخواستوں کی تکمیل کر دی گئی۔ اور پرچہ ختم ہو گیا۔ اب ہم کسی آرڈر کی تکمیل نہیں کر سکتے۔

اس نمبر کی اشاعت محض فضائل نبوی کے نشر و اشاعت کے نقطہ خیال سے کی گئی ہے۔ جو خرچ اس پر ہوا ہے۔ اپنے طریقہ کار کو مدد دینے کی وجہ سے باقی پر اگر خرچ چھپوایا گیا تو اصل لاگت ۲۰ فی پرچہ بنتی ہے۔ مگر ہم نے چاہتے تھے قیمت رکھی اور ایک آنہ فی پرچہ پیشکش وضع کرنے کے بعد ۳۰ فی پرچہ پڑتا ہے۔ محمولہ ان بھی کئی حالتوں میں ہم نے خود ادا کیا۔ پس الفتن کے فنڈ پر کم از کم آٹھ سو روپیہ کا زائد خرچ پڑا ہے۔ انتہا بات کی اجرت صرف ۲-۵ ہزار اشاعت کو مد نظر رکھ کر شہر کی تھی۔ مگر بعد میں پرچہ سات ہزار چھپا۔ اس لئے انتہا بات کا خرچ طبع آمد اجرت سے بچ رہے تھے۔ تاہم زائد روپیوں کا باوجود معمولی پرچہ کی اشاعت کے ساتھ ساتھ قریباً ایک ماہ ایڈیٹوریل عملہ کے دن رات خاص پرچہ کی تیاری میں مصروف رہنے کے مالی لحاظ سے بھی ہم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ اگر ایجنسیوں اور مشہروں سے قیمت وصول ہو گئی۔ تو بھی کم از کم آٹھ سو روپیہ الفتن پر بار رہے گا۔ ورنہ زائد۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ جو مقصد اس کی اشاعت کا تھا۔ وہ بڑی حد تک پورا ہوا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حضرت خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ و آلہ العالمین کی تلاش سے زمین سمور ہو۔ اور قوموں کی زبان پر اس جاہ و جلال کے نبی کی تعریف کے سوا کچھ نہ ہو۔ اور دنیا اس نوز کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے والی بصارت اور بصیرت پائے۔ الحمد للہ الفتن کو بھی اس کام میں حصہ لینے کی توفیق حاصل ہوئی۔ (میںج)

۴ اور لائل پور کو خصوصاً اور دیگر بڑے بڑے شہروں کی جماعتوں کو عموماً اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ان کے ارد گرد دیہاتوں میں جو جلسے ہوں۔ ان کے لئے مقررین بھیجنا ان کا فرض ہے۔ اس میں انہیں قطعاً کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ قادیان سے کوئی لیکچر نہیں بھیجے جاسکیں گے۔ سکڑی ترقی اسلام قادیان

الفصل کا ایک خاتم النبیین نمبر

خاتم النبیین نمبر کے لئے ابھی درخواستیں کثرت سے آ رہی ہیں۔ اور بعض اجاب بذریعہ تار پرچے طلب کر رہے ہیں۔ اس وقت تک جو درخواستیں پہنچی ہیں۔ وہ پرچہ کی اشاعت سے قبل کی ہیں۔ پرچہ دیکھنے کے بعد بہت سی درخواستوں کے آنے کی توقع ہے۔ لیکن انہوں نے ایک ہزار اجاب کے ارشاد کی تعمیل معذوری میں۔ کیونکہ جو پرچہ باہر بھیجا جائے وہ لاکھوں روپے کا سب بھیجا جا چکا ہے۔ لیکن جہاں ہم ان اجاب کو یہاں تک تکمیل تکمیل سے پہلے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑی خوشخبری بھی سناتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اگر ہمارے پاس ایک معقول تعداد میں درخواستیں آجائیں۔ تو ہم ۷۰ ہزار کے بعد ایک اور خاتم النبیین نمبر شائع کریں گے۔ جو شائع شدہ نمبر سے ہر لحاظ سے بڑھا ہوا ہو گا۔ اس میں ان بہترین مضامین کے علاوہ جو ۷۰ ہزار کے جلسوں میں قابل اور لائق اصحاب کی طرف سے پڑھے جائیں گے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا بھی وہ مضمون شائع کیا جائے گا۔ جو حضور ۷۰ ہزار کے جلسہ میں سیرت خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بیان فرمائیں گے۔ اور جو نہایت ہی قیمتی اور بے نظیر مضمون ہو گا۔

اس پرچہ کے حجم کے متعلق صحیح طور پر فیصلہ تو مضامین حاصل ہو جانے کے بعد ہی کیا جاسکے گا۔ لیکن اتنا اس وقت بھی کہا جاسکتا ہے۔ کہ سو سو سو صفحے سے کم حجم نہ ہو گا۔ لکھنؤ کی چھپائی کا خاص اہتمام کیا جائے گا۔ اور کاغذ بھی عمدہ لگایا جائے گا۔ مگر یہ سب کچھ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ۱۳ ہزار کے خاتم النبیین سے زیادہ اس کے لئے درخواستیں موصول ہوں۔ اور یہ پرچہ

کم از کم دس ہزار کی تعداد

میں شائع کیا جائے۔ پس اجاب کے چاہیے۔ کہ ابھی سے دوسرے خاص پرچہ کے متعلق درخواستیں بھیجنا شروع کر دیں۔ تاکہ فریڈاری کی درخواستوں کا اندازہ لگا کر پرچہ کی تیاری کی جاسکے۔

اس قدر کچھ عرض کر دیا جاتا ہے کہ یہ دوسرا خاص پرچہ ہر لحاظ سے بہت شاندار ہو گا۔

اجاب پہلے تو قدامتوں سے ہیں۔ جب پرچہ ختم ہوتا ہے تو فرمائشیں بھیجوانے لگتے ہیں۔ امید ہے اب پہلے ہی اپنے ارشاد

میں شائع کیا جائے۔

ان کے خدا کا کلام خدا کے کام سے بھی مخالف ہے۔ یعنی علوم صحیحہ کے برخلاف ان میں بیانات باطنیہ جاتے ہیں۔ اور اکثر کتابوں میں شمس موجود ہے اور بجزرت ناقابل عمل باتیں ان میں مندرج ہیں (۱۰) اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ جو ہر انسان اور ہر قوم اور ہر ملک کے حالات کے مطابق ہے۔ بڑا چھوٹا۔ تندرست بیمار۔ عورت مرد۔ غریب امیر۔ رعایا بادشاہ۔ بے علم اور فاسق ہر ایک کے لئے اس میں ہدایات موجود ہیں۔ اور ہر فرد تندرست کے لئے مخلصی کی راہ نشا دہ ہے۔ ہر شخص اس میں داخل ہو سکتا ہے اور بجزرت داخل ہو سکتا ہے۔ تبلیغ عام ہے۔

(۱۱) اسلام کی تاریخی حالت اور محفوظ ہے۔ آنحضرت کا ہر قول فعل ہر حرکت سکون۔ قرآن کے نزول کا حال اور اس کی آیت آیت۔ غرض تمام تاریخ اسلام کی حرفا حرف موجود ہے۔ یہ بات کسی مذہب کو نصیب نہیں۔ بلکہ ان کے موجدوں کے متعلق بھی شبہ ہے کہ کون تھے۔ اور کہاں کے تھے۔ اسی تھے یا فریبی؟

(۱۲) اسلام کا صحیح نظر انسان کے مقصد اور اس کے بارے میں تمام دیگر مذاہب اعلیٰ ہے۔ انسان کی انتہائی ترقی نجات رکھی ہے۔ یعنی انسان گناہ اور اس کی سزا سے بچ جائے لیکن اسلام نے انسان کا مقصد قتل رکھا ہے۔ یعنی صرف عذاب سے نجات پانا نہیں بلکہ کامیابی اور حصول مقصد اور ترقی دائمی۔ اور ہر سچی خواہش کا پورا ہونا۔

(۱۳) اسلام انسان کی لامتناہی ترقی کا قابل ہے۔ نہ تو نسخ کا محدود دیکھا ہے۔ کہ پھر پھر خواہ کر ڈول برس گذر جائیں۔ وہی انسان۔ وہی دنیا۔ وہی حالات۔ نہ یہ کہ دنیا سے رخصت ہو کر اعمال اور ترقی بند۔ نہ یہ کہ خدا کی ذات میں گم اور معدوم۔

(۱۴) اسلام ہر شخص سے نجات جنت ابدی ہے۔ اور اصلاح کا وعدہ کرتا ہے۔ گناہگار اور کافر بھی اپنی آفتوں اور گناہوں سے پاک ہو کر آخر اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقام پر پہنچ جائیں گے۔ عیسائیت کا دائمی دوزخ اور آریوں کا ابدی جگہ اور دہریوں کا فنا فی المادہ ہو جانا فطرت انسانی کی تسبیح کا باعث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ روح انسانی ابدی راحت اور خوشی اور دائمی ترقی کی طالب ہے۔

(۱۵) محمد رسول اللہ کی کتاب زندہ زبان میں ہے کہ اس کے مطالب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کسی مراد زبان میں نہیں۔ کہ بولنے اور سمجھنے والا پردہ زمین پر کوئی ہے۔

جو چاہے۔ جس لفظ کے معنی کر دے۔ لاکھوں کروڑوں انسان اس کا مطلب سمجھنے والے اور دوسروں کو بتانے والے دنیا میں موجود ہیں تو رات و نخل کی عبرانی زبان۔ وید کی سنسکرت زندہ زبان کی قدیم پہلی۔ بدھ مذہب کی پالی یہ سب زبانیں مردہ ہو چکی ہیں اور دنیا میں ایک متفلس ان کا بولنے والا نہیں۔

(۱۶) اسلام تمام دینوں سے زیادہ (الدین لیس الا اسلام) اور سادہ دین ہے۔ اور کفارہ کے مسائل کی طرح کوئی اعتقادی مسئلہ ایسا ہے کہ انسانی دماغ میں کسی طرح گھس ہی نہ سکے۔ نہ اعمال ایسے سخت اور تکلیف دہ اور شاق ہیں کہ ان کا کرنا نصیبت ہو۔ بلکہ اعمال اور ایمان کی لذت اور ان کا ایک قسم کا بدلہ اور جنت میں ساتھ کے ساتھ مومن کو ملتی جاتی ہے۔ اور فرضی ادھار پر دین کا انحصار نہیں رہتا۔

(۱۷) اسلام زندہ اور نشانات کا مذہب ہے۔ اسلام میں ہر شخص کے لئے دنیا میں خدا سے ملنے کا راستہ کھلا ہے۔ اور اس کے لئے طریقے اور باقاعدہ راستے موجود ہیں۔ اور مسلمان کو وہ خدا ملتا ہے۔ جو خود انا موجود کرتا ہے۔ نہ یہ کہ کسی کتاب کا یا کسی مریخ کا اختراع اور ایجاد کیا ہو یا فرضی خدا ہو جو خدا خالق نہیں۔ بلکہ انسانی تخلیقات کا خود مخلوق ہو۔

(۱۸) اسلام نے مسئلہ و عمار کو مذہب کا ایک عظیم ترین جزو قرار دیا ہے۔ اور فطرت انسانی کو خالق فطرت سے اتفاق پیدا کرانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور ہر موقع اور ہر محل کے لئے دعائیں خود بتائی ہیں۔ دنیا اور دین کا کوئی فردی امر اور کوئی حاجت نہیں جس کے لئے قرآن اور حدیث میں دعا موجود نہ ہو۔ غرض دعائے جو حقیقی نغمہ عبادت کلمہ ہے۔ انسان کے ہر شعبہ زندگی پر احاطہ کر رکھا ہے۔ اور اس طرح ہر وقت مسلمان کا تعلق خدا سے قائم کر رکھا ہے۔

(۱۹) کسی مذہب کا کسی مذہبی کتاب کا کسی مذہبی جہاوت کسی موجد مذہب نے نام نہیں رکھا۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپ نے اپنے مذہب کا نام اسلام رکھا۔ اپنی کتاب کا نام قرآن رکھا۔ اپنی امت کا نام مسلمان رکھا۔ اور آپ کا نام محمد نقی صلی اللہ علیہ وسلم۔ نام میں ہی کسی مذہب کا سب سے بڑا اصل بیان ہو سکتا ہے اور نام بھی ایک بڑی طاقت اور ایک بڑا اثر رکھتا ہے۔

اسلام کے معنی ہیں۔ امن۔ سلامتی۔ سلامت۔ روی روحانی اور جسمانی۔ نیز اس کے معنی ہیں۔ اپنی تمام خواہشات اور ہر چیز کو خدا کی رضا کے ماتحت کر دینا۔ محمد کے معنی ہیں وہ شخص جس میں کوئی عیب اور نقص نہ ہو۔ بلکہ تمام خوبیوں کا اعلیٰ ترین مجموعہ ہو۔ قرآن کے معنی وہ کتاب جو دنیا میں

سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہو۔ مسلمان کے معنی صلح جو۔ اللہ کا فریادگار اور سلامتی کے راستوں پر چلنے والا شخص۔ ناموں تک کے متعلق فقہی کمال کسی اور مذہب کو حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ حقیقی اور حتمی کمال حاصل ہو۔

(۲۰) وہ نبی باتیں جو اسلام دنیا میں لایا۔ (الف) فیہا کتب قیمہ۔ با تمام اپنی صداقتیں ایمانی اور عملی چیزیں کر دیں۔ جو مجموعی طور پر پہلے کسی کتاب میں موجود نہ تھیں۔ (ب) مکارم اخلاق کی تکمیل کی اور ان کا اعتدال قائم کیا۔ اسلام سے پہلے ہر مذہب نے خاص خاص اخلاق پر زور دیا تھا۔ کئی سختی پر کسی نے نرمی اور عفو پر۔ مگر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ بقوت

لا تم مکارم الاخلاق۔ آپ نے ہی اخلاق فاضلہ کا اعتدال دنیا میں قائم کیا۔ اور ہر خلق کو ضرورت اور اصلاح کے ماتحت رکھا (ج) اسلام اور آنحضرت تمام دنیا کے لئے ہیں۔ آپ سے پہلے تمام پیغمبر اور تمام مذاہب محقق مقام اور نفس القوم تھے۔ اس کا ثبوت عملی زندگی میں دنیا میں موجود ہے۔ اور پھر کتب ہی بھی اپنے تئیں خاص قوموں کے متعلق بیان کرتی ہیں۔ اور باقی قوموں کو ذلیل سمجھتی ہیں۔ مثلاً اگر شور و دید سن لے۔ تو اس کے کان میں گھبلا ہوا سیسہ ڈالا۔ یا سیح نے فرمایا۔ کہ میں صرف نبی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھٹیروں کے لئے آیا ہوں۔ مگر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ

یا ایہا الناس انا رسول اللہ الیکم جمیعاً یعنی میں تمام دنیا کے انسانوں کی طرف رسول ہوں۔ یہ سورۃ کی ہے جس میں یہ آیت ہے اس سے رد ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا۔ جو کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت پہلے صرف عرب کی طرف رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ جب مدنی فتوحات حاصل ہوئیں۔ تو پھر تمام عالم کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

(۲۱) اسلام کی کتاب کامل کتاب ہے۔ کوئی فردی اخلاقی یا دینی ہدایت نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ پھر تفسیر اللہ بھی ہے۔ (۲۲) اسلام گناہ اور بدی کی جبر کو کاٹتا ہے اور دل کو پاک کرتا ہے۔ اور مذہب کوئی ایسا نہیں۔ جو گناہ کی جبر کو کاٹے

مثلاً شخص بصر اور پردہ اور تعدد ازواج سے زنا کا راستہ بند کر دیا۔ نماز سے نخواستار اور سنکر کا انسداد کیا۔ شراب اور نشوں کی حرمت سے ہزاروں بدیوں بدیاں معدوم کر دیں۔ قرضہ اور رهن وغیرہ میں تخمیر کا حکم دے کر فریب اور غصب اور مقدر بازی کا راستہ مسدود کر دیا۔ روزہ کا حکم دے کر مالی اور شہوانی بدیوں کی جبر کو کاٹ ڈالا۔ اشاعت خنثا۔ تجسس عنیت اور بدظنی کو حرام اور گناہ ظہیر اگر سوسائٹی کو ہزار ہا مفاسد سے نجات بخشی۔ اور مذہب میں تو یہ باتیں گناہ ہی نہیں سمجھی گئیں۔

(۲۳) دنیا میں سے پہلے غلامی کو بند کیا۔ اور انسان

فیضانِ محمدی

عقل و عشق

(از جناب مولوی محمد احمد صاحبی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ویل)

راہوار عقل راہ سبز کرد
خوش عنان عشق را بس تیز کرد

عقل را چوں آئینہ صیقل نمود
عشق را در عقل جلوہ ریز کرد
با خرد بے انتہا و خسر من سپرد
عشق را برق شر را نگیز کرد
عقل گو ہنگامہ ہا آراستہ
عشق بر پاشور رستاخیز کرد
ساغر جم گشت عقل ذوق ستون
عشق در ساغر شراب تیز کرد
عقل چوں پیود ہر پست و بلند
پیش عشق زار و سجدہ ریز کرد
عقل را دیوانگی آموختہ
ہم قدرین عشق کم آسینہ کرد
دست داد اسلام را تیغ دو دم
عقل را چوں عشق دست آدینہ کرد
پہر دورا گو سوز و سارے دیگر است
شمع با پروانہ کے پرہیز کرد
ماہماں فرزانہ دیوانہ ایم
شمع عقل و عشق را پروانہ ایم

ذیادویں

نیست در دنیا دویں بیگانگی
داد ہر دورا ہسم پروانگی
ترک دنیا گفتن در ہماں شدن
ہست دورا ز شیوہ مردانگی
غرق دنیا گشتن و نازاں بدن
انتہائے ذلت و دیوانگی
ہسره و افزاں ہر دو بہر
تا بنازد بر تو خود نہ زانگی

کا پیدا ہونا۔ دریاؤں میں سے نہروں کا نکلنا۔ پہاڑوں کا اڑنے جانا۔ تمام دنیا کا ایک شہر کے طور پر بن جانا۔ اور بجلی اور تار سے ملک سے ملک میں فوراً خبر پہنچنا۔ اس زمانہ میں اشاعت کے سامانوں کا ہیا ہو جانا۔ فرعون کی نعش کا اس زمانہ میں محفوظ نکلنا۔ ہر صدی کے سر پر اسلام میں ہادیوں کا پیدا ہونا۔ پھر چودہویں صدی میں ایک مسیح کا مبعوث ہو کر اسلام اور امت محمدیہ کو زندہ کرنا۔ غرض کوئی حدان غیبی امور کی نہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ اور اپنے اپنے وقت پر پورے ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

غرض اس مختصر تحریر سے یہ ہے کہ آنحضرت کے صدق اور کمال پر وہ مذہب اور وہ تعلیم اور وہ کتاب بھی دلیل ہیں۔ جو آپ دنیا کے لئے لائے۔ اور جس کا ایک موٹا سا خاکا اس خاکسار نے یہاں پیش کیا ہے۔ اور یہ کمالات اس ذات بابرکات کے ہیں۔ جو بالکل ان پڑھ اور احمق تھا۔ اور ایسے ملک میں پیدا ہوا تھا۔ جہاں سوائے جہالت اور بت پرستی اور اندھیرے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ہ

امی و در علم و حکمت بے نظیر
زین چہ باشد تجھے روشن ترے
وصلے اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحابہ اجمعین

اعلان نظارت مقبرہ ہشتی

۲۲ مئی ۱۹۲۸ء کے افضل کے الفتن میں جو آمد مقبرہ ہشتی کی دکھائی گئی ہے۔ وہ مئی ۱۹۲۸ء سے اپریل ۱۹۲۸ء تک کی ہے۔ خزانہ کے حسابی سال سے اس کی مطابقت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خزانہ کی آمد سال یکم جون ۱۹۲۸ء سے ۱۵ مئی ۱۹۲۸ء تک ہوتا ہے۔ اس لئے خزانہ میں جو آمد دکھائی جائے گی۔ وہ ۱۱ ماہ کی ہوگی۔ ذوالفقار علی خان ناظر اعظم

دست اندر کار و دل با یار شو
آشنائی و رز و ہسم بیگانگی
مال را سرمایہ اعمال ساز
قطرہ را تعلیم کن دروانگی
در زبان شمع بر گو سوز خود
اندکے سیرت بکن پروانگی
نیل و امین را ہمہ گردیدہ ایم
برق و خرمین را بدامن چیلیم

کی آزادی کو قائم کیا۔ آنحضرت سے پہلے کسی ہادی نے یہ کام نہیں کیا تھا۔
(د) اسلام نے ہر قوم اور ہر ملک میں رسولوں کو تسلیم کیا۔ اور ان کی عزت سکھائی۔ اور ان کو معصوم قرار دیا۔

(ج) ہر حکم اور ہر دعویٰ کے دلائل دئے۔ تاکہ عقل انسانی کو اپیل کرے۔ اور بصیرت اور شرح صدر سے حکم کی پابندی ہو۔ نہ کہ جبر سے۔ جو مسئلہ قرآن نے بیان کیا ہے اس میں دعویٰ بھی خود کیا ہے۔ اور دلائل بھی خود ہی دئے ہیں۔ دیگر کتب اس بات سے بالکل گنگی اور غاری ہیں مثلاً خدا منوایا ہے۔ تو اس کے دلائل دئے ہیں۔ تو حید کے دلائل دئے ہیں۔ نماز روزہ کا حکم دیا ہے۔ تو اس کے فوائد بیان کئے ہیں۔

(ط) صفات اور اسماء الہی کا علم۔ یہ مضمون اسلام اور قرآن سے مخصوص ہے۔ کسی کتاب نے سے چھوٹا تک نہیں۔ قرآن نے الہی صفات کو اس قدر واضح کر کے اور عمرگی سے بیان کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نظریں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور اس کا حسن اور احسان بندہ کے دل میں گھر کر جاتا ہے۔ اس عظیم الشان مضمون سے دوسری کتب قریباً گوری ہیں۔ حالانکہ یہی مذہب کی جان ہے۔
(ی) مابعد الموت کے حالات۔ قبر۔ برزخ۔ حشر۔ نثر جنت و دوزخ۔ میزان۔ پل صراط۔ جزا و سزا وغیرہ کو جس صفائی اور عمدہ پیرا میں بیان کیا ہے۔ اس کی نظیر بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ نہ اس قدر تفصیل سے۔ (ک) اس کے علاوہ علم حدیدہ کی بعض باتیں اور مشکوئیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمائی ہیں۔ کہ کوئی شبہ نہیں رہتا کہ یہ رسول اور یہ کتاب عالم الغیب خدا کی طرف سے ہے۔

آنحضرت کے بعد کوئی چوتھا حصہ کسی صدی کا نہیں گذرا۔ بس میں آپ کی کوئی پیشگوئی پوری ہو کر آپ کے صدق پر دلیل نہ ہوئی ہو۔ بجز دم اور بجز قلم کا ہر کے ذریعہ ملایا جانا۔ ہر مخلوق میں زیادہ کا دوز و طاقت سے۔ وہ کا وجود میں آنا۔ برف اور پانی سے بخروں کا علاج ہر بیماری کی دوا کا پھر میں موجود ہونا۔ ہر مخلوق میں زندگی کی موجودگی۔ جلدی لیکر دس سے مجرموں کی شناخت۔ چوہوں کے مارنے کا حکم۔ چاند کا اپنی روشنی کو سورج سے بنا۔ فلا میں ایچہ کا وجود۔ ہر نشہ والی چیز کا حرام قرار دنا۔ اجرام فلکی اور زمین کی گردش۔ ریل اور موٹر وغیرہ لواریوں

احمدی نوجوانوں سے خطاب

اسلام کی زندگی کیلئے موت کی ضرورت

قوموں کی تاریخ بتلائی ہے کہ جب تک ہونہار نونہال اور نوجوان نسل قومی مذبح پر قربان ہونے کیلئے تیار نہ ہو جائے۔ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ بلکہ زندہ بھی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ ہر زندگی ایک موت چاہتی ہے۔ اور ہر بہار سے نسل خزاں کا آنا ضروری ہے۔ زندہ رہنے والی اقوام کی یہ علامت ہے۔ کہ ان کی آئندہ نسلیں نہ صرف اپنے بزرگوں کی ذمہ داریوں کو اپنے کندھوں پر لیں۔ بلکہ وہ دفوجوش میں ان سے بڑھ کر ہوں۔ بلاشبہ ایک جہاندیہ اور تجربہ کار جرنیل بہترین ہدایات دے سکتا ہے۔ لیکن عملی میدان میں نوجوان سپاہی کی ان کھک عہدہ جہد کے بغیر وہ ہدایات بے کار ہیں۔ کام کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے بہترین زمانہ ایام شباب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-
"وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفسِ امارہ کی شہزادیوں کا زمانہ ہے۔ کچھ کام کرنے کا زمانہ رہ جاتا ہے۔"

یقیناً وہ بیچ جلد اور زیادہ بار آور ہوگا۔ جس میں نشوونما کی پوری قوتیں موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے ہر قومی اور سیاسی تحریک کی عملی باگ ڈور قوم و ملک کے دانشمندان نے نوجوانوں کے ہاتھ میں دی ہے۔ آجکل بھی ہندوستان کی آزادی کا پروگرام نوجوانوں کی کوشش و سعی پر ہی منحصر ہے۔ پھر قربانی کی نوعیت و مقدار مقصد و مدعا کی اہمیت سے تعلق رکھتی ہے۔ جتنا بڑا مقصد کسی قوم کے سامنے ہوگا۔ اس قدر عظیم الشان قربانیوں کی اسے ضرورت ہوگی جس قوم کی ساخت ایک بلند یا یہ غرض و غانت کے لئے ہو۔ اسے غیر معمولی محنت شاقہ برداشت کرنی پڑے گی۔ موجودہ وقت میں جبکہ کفر و تاریکی اپنی پوری طاقت سے اسلام پر حملہ آور تھی۔ ہر قوم اسلام کے مقابلے کے درپے اور اس کے نیست و نابود کرنے کیلئے کوشاں تھی۔ اپنے بھی اس کے ساتھ بردارانِ یوسف کا سا سلوک کر رہے تھے۔ علماء و صفویا کھلانے والے ذالیمات کے جھگڑوں میں جہک رہے تھے۔ عوام کی حالت تو بالکل ناگفتہ بہ تھی۔ بلکہ سے عالمائے راز و دشب باہم فساد از جوش نفس رزا ہواں مافل سراسر از ضرر در تہائے دیں

کا نظارہ تھا۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مشہور فرمایا۔ تا آپ کے ذریعہ پھر روحانی طور پر زمین اور دنیا آسمان قائم رہ جائے۔ اور اسلام کی حفاظت کیلئے ایک سرزدوش جماعت طیار کی جائے۔ کیونکہ خدا کے نبی دنیا میں تخریبی کرنے آتے ہیں

ان کے کام کی تکمیل ان کی قائم کردہ جماعت کے ذمہ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد بہت ہی بڑا ہے یعنی ساری دنیا کی ہدایت و رہنمائی اور خدا کی بھولی بھٹکی مخلوق کو راہِ راست پر لانا۔ اس اہم غرض کو پورا کرنا جماعت احمدیہ کا اولین غرض ہے۔ اسلام اس وقت اعدائے نرسہ میں ہے۔ مسلم قوم اس وقت جاگتی میں مبتلا ہے۔ اور اس پرستم یہ کہ اسے خیر خواہ و بدخواہ کی تمیز نہیں۔ مسیح وقت جو اس قوم کی کلفتوں کو دور کرنے آیا بعض عاقبت اندیش لوگوں کے کہنے سے یہ اسی کی دشمن ہو گئی۔ اس پاک وجود کو گائیاں دینا کا شتاب سمجھا گیا اور اسے بغض و عداوت کو فرض قرار دیا گیا۔ اس قوم کے بے جا جوش و تعصب کو دیکھ کر اسے بھی کہنا پڑا ہے

امرد زقوم من ز نشنا سد مقام من
رزسے گریہ یاد کنند وقت خوشترم
غرض حالات نہایت مایوس کن اور پریشان کر دینے والے ہیں۔ بہر حال جو آتا ہے۔ ہمارے لئے مشکلات کا نیا باب کھولتا ہے۔ ہر بات ہمارے سامنے زیادہ سے زیادہ تاریکی پیش کرتی ہے۔ بہت ہیں جوان واقعات کو دیکھ کر گھبرا جائینگے۔ اور حیرانی سے پوچھینگے۔ کہ خدا کے وعدہ کا دن کب آئیگا۔ مگر میں نہایت یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ کامیابی کے دن بالکل دروازہ پر ہیں۔ خدا اپنے وعدوں کا فطانت نہیں کیا کرتا۔ سستی و کوتاہی ہماری طرف سے ہے۔ دنیا میں پودے کو کچلنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جسے خدا کے مسیح نے اپنے پاک ہاتھوں سے لگا یا ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"میں ایک تخریبی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھیگا۔ اور پھولےگا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادین)
پس وہ دن آئیگے جب ایک ہی مذہب اور ایک ہی پیشوا ہو جائیگا۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری شرط ہے۔ کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود کی لگائی ہوئی فصل کی آبیاری پورے طور پر کرے۔ دجال کے فتنے سے بچنے کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الکہف کی تلاوت کا ارشاد فرمایا ہے۔ جس میں ایک طرف دجالی فتنوں کی حقیقت اور اس قوم کا نشان بتلایا گیا ہے تو دوسری طرف اس کے علاج میں علاوہ اور طریقوں کے اسی آہستہ آہستہ کے قصہ کو "انہم قتیۃ آمنوا برہمہا لاتیہ" کہہ کر بیان کیا کہ وہ ایک نوجوان گروہ ہے۔ جو دین کی حفاظت اور اسلام کی حمایت میں کمر بستہ ہے۔ اسے اپنی جان اپنے مال اپنی عزت و آبرو کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے۔ تا دین زندہ ہو۔ حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں ہے
"جو شدیدے جواناں تا بدین توت شود پیدا ہار درونی اندر روضۃ ملت شود پیدا

غرض اسلام کی زندگی ہم سے ایک موت مانگتی ہے۔ جب تک ہم اس موت کو بخوشی قبول نہ کریں گے ہمارے لئے وہ دن تاخیر میں ڈال دیا جائیگا۔ بنی اسرائیل کی سستی و لا برداہی اور قربانیوں سے کنارہ کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ باوجود کتب اللہ کے فرما دیا گیا۔ "خافہا محرصۃ علیہم اور بعین مستقیمہ بینہم و فی الاذہن"۔ اب یہ نسل اس وعدہ کے مطابق سرزمین کنعان کی وارث نہیں ہوئی۔ آئندہ لوگ قربانی کرنے والے آئیگے۔ تو ان وعدوں کے وارث ہونگے۔ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے جو وعدے دیے ہیں وہ نہایت آبد تاب سے پورے ہونے اور ہونگے۔ ظاہری غلبہ شان و شوکت نہ جاہ و شہمت کے دن آنے والے ہیں۔ مگر ہماری اپنی کوتاہیوں کے باعث معرض تاخیر میں پڑ رہے ہیں۔ میں اپنے نوجوان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بہت تیز رفتاری کیساتھ قدم اٹھائیں۔ کیونکہ ہماری موجودہ رفتار ترقی بہت تھوڑی ہے۔ "نفسرت بالمرعب" کے مطابق جماعت احمدیہ کو جو قوت غیروں کی نگاہ میں حاصل ہے۔ اسے قطع نظر کرتے ہوئے دکھایا جاوے گا۔ آج تک حاصل ہوئی ہے۔ ہمارے مقصد کے لحاظ سے بالکل ناگہانی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جیسا طیبہ کے بعد آج ہم بیس سال پورے کر چکے۔ مگر شاہد مستقیم کا وصال تا حال بہت دور ہے۔ بیشک اس بیس سالہ عرصہ میں ہر نوجوانوں نے اپنی بے مثال جان نثاری سے عالمی مادی کو رنگ کر دیا۔ دشمن بھی ان کی قربانی کو دیکھ کر انگشت بدندان ہیں۔ مگر ضرورت یہ ہے۔ کہ سب نوجوان ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کرنے کیلئے اکٹھے کھڑے ہوں۔ جو اپنے سے ہی یا مان تیز کام میں شامل ہیں۔ ان کیلئے بھی اور تیز رفتاری کا موقع ہے۔ اور جو باہل غافل دلا برداہ ہیں۔ انہیں تو اس شد ضرورت ہے۔

میرے نوجوان بھائیو! جوانی اور صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہیں۔ ان کی قدر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ انسان اس الہامی امانت کو نشاء اندی کے مطابق صرف کرے۔ یعنی خود اپنی اصلاح کرے اور دوسروں کی اصلاح کی فکر کرے۔ حیرت مسیح موعود فرماتے ہیں "حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور ہمارے لئے حصول کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قوی میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک منگ اور جوش ہوتا ہے اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے۔ اور عقل اسٹی اللہ نے دی پھر زایا۔"

جوانی میں اگر نیکیوں کی طرف مستعد اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے احکام کی تعمیل کرنے والا اور نوابی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گون اعمال کی بجا آوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے۔
(تقریر جلد سالانہ از انجم ارجنوری ۱۹۱۴ء)
گویا اس کی حقیقی اصلاح کا زمانہ جوانی کا وقت ہی ہے۔ اسی بات کو مدنظر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو نوجوان اپنی اصلاح کرے اور دوسروں کی اصلاح کی فکر کرے۔ وہ دنیا میں جہاد کا سب سے بڑا حربہ ہے۔ اور جو نوجوان اپنی اصلاح نہیں کرے اور دوسروں کی اصلاح کی فکر نہیں کرے۔ وہ دنیا میں جہاد کا سب سے بڑا عیب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نمبرہ دولی علی رسولیکم

خطیبیہ اضحیٰ

اضحیٰ کی حقیقت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۲۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی۔ اور آپ کا یہ طریق تھا۔ کہ اس عید کے موقع پر آپ نماز عید پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور خطبہ بھی مختصر فرماتے تھے۔ تاکہ جن لوگوں نے قربانی کرنی ہو۔ وہ نماز سے فارغ ہو کر یا اگر خطبہ سنا چاہیں تو خطبہ سن کر قربانی کر سکیں۔ ہمارے ملک میں چونکہ

اسلامی عادات

اور طریق کی بہت کمی ہے۔ اس لئے عام طور پر اس عید اور اس سے پہلے عید کی نمازوں کے وقت میں زیادہ فرق نہیں کیا جاتا۔ پھر اشارہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو جاری کیا جائے۔ لیکن اگر یکدم تغیر کیا جائے۔ تو خطرہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ نماز سے محروم رہ جائیں۔ اس لئے آہستہ آہستہ اس سنت کو جاری کیا جائے۔ اور لوگوں کو عادت ڈالی جائے۔ کہ اس عید کی طیاری صبح ہی سے شروع کر دیا کریں۔ اور وقت پر نماز کیلئے پہنچے جا یا کریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اس لئے عید کی نمازوں کے متعلق انتظام کیا جاتا تھا۔ کہ یہاں جماعت کم تھی۔ اور باہر سے بہت سے دوست آیا کرتے تھے۔ ان کے آنے پر عید کی نماز ہوتی تھی۔ لیکن اب حالات متغیر ہو رہے ہیں۔ باہر سے آنے والے دوستوں کی تعداد نسبتاً کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور مقامی دوستوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور گردے گاؤں

لوگوں کو شامل کر کے جو عید کی نماز کیلئے قادیان میں آتے ہیں سب کے نزدیک یہاں کی تعداد ڈیڑھ دو ہزار کے قریب ہر جاتی پر اور باہر سے آنے والے دوست ۱۰-۲۰ سے زیادہ نہیں ہوتے۔ اس طرح یہاں کے اور باہر سے آنے والے دوستوں میں اس قدر فرق ہو گیا ہے۔ کہ باہر سے آنے والوں کی خاطر ہم اس حکم سے ہمیشہ کے لئے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ جس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے۔ باہر کے جو دوست نماز میں شامل ہو سکیں۔ اور خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔ اس لئے جس قدر بھی آسکیں آئیں۔ ان کو آئندہ یا تو شام کو ہی یا زیادہ سے زیادہ صبح سویرے یہاں پہنچ جانا چاہیے۔ بہر حال اس عید کی نماز کو سنت کے مطابق کرنے کی ہمیں آہستہ آہستہ کوشش کرنی چاہیے :-

اس کے بعد میں اس عید کے ہی ایک حکم کے متعلق مختصر ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ یہ عید

قربانی کی عید

ہے۔ اس موقع پر قربانیاں کی جاتی ہیں۔ اور یہ عید یادگار ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ایک فعل کی۔ جب انہوں نے خدا کے حکم کے ماتحت اپنے بچے کو قربان کر دیا۔ میں نے جیسا کہ پہلے کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ میرے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فعل کہ انہوں نے اپنے بچے کو چھری لے کر ذبح کرنا چاہا۔ یہ عید درحقیقت اس کی یادگار نہیں ہے۔ اگر یہ اس کی یادگار ہوتی۔ تو یہ واقعہ چونکہ شام کا ہے۔ اس کی یادگار کے طور پر صبح شام میں ہونا۔ کسی فعل کی یادگار قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ ہی ہوتا ہے۔ کہ اسی جگہ جہاں واقعہ ہوا ہو۔ یادگار بنائی جائے۔ باقی علاقوں میں بھی بے شک ہو۔ مگر اصل اور بڑا مقام وہی ہو۔ جہاں واقعہ ہوا ہے۔

پس اگر یہ عید اس عملی طور پر چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو جانے کے نتیجے میں ہوتی۔ جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بچہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی گردن پر شام کے علاقہ میں رکھی تھی۔ تو اس عید کا اصل مقام اور جگہ کا مقام شام ہوتا نہ کہ حجاز۔ لوگ اکناف عالم سے وہاں جمع ہوتے۔ اور اس جگہ جہاں یہ واقعہ ہوا تھا۔ اکٹھے ہو کر

خدا کی یاد

کرتے۔ اور کہتے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس قدر عظیم الشان قربانی کی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حج کے لئے مقرر کیا۔ مٹی کو قرار دیا۔ مزدلفہ اور عرفات کو قرار دیا۔ لیکن شام کے کسی مقام کو قرار نہیں دیا۔

پس میرے نزدیک اس کا تعلق اس قربانی سے نہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی گردن پر عملی طور پر چھری پھیرنے پر آمادگی سے کی۔ پھر چھری پھیرنے کیلئے بیٹھ جانا اور چھری پھیر دینا ان دونوں باتوں میں بھی بڑا فرق ہے۔ جس وقت تک انسان

عملی قربانی

کرتا ہے دیتا۔ اس کے دل کا حال اور ہوتا ہے۔ ممکن ہے آج بھی کوئی انسان اپنے بیٹے کی گردن پر چھری پھیرنے کے لئے آمادہ ہو۔ اور چھری پھیرنے کے لئے اسے لٹا بھی دے۔ پھر چھری اس کی گردن تک بھی لے جائے۔ مگر ممکن ہے۔ اس کا ہاتھ کانپ جائے۔ اور وہ رو کر ہٹ جائے :-

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری لی۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو لٹایا۔ مگر اہام ہوا۔ کہ تیرا خواب پورا ہو گیا۔ جانے دے۔ چونکہ آپ نے چھری پھیری نہیں۔ اس لئے اس مقام کو عملی قربانی کے مقام سے نسبت نہیں ہو سکتی۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ اس عید اور رویا کا تعلق اس واقعہ سے نہیں۔ بلکہ اس سے ہے۔ کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا۔ آپ نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ایسی

وادئی غیر ذی زرع

میں پھینک دیا ہے۔ جہاں نہ پانی ہے۔ نہ کھانا۔ اور چھری پھیرنے سے مراد ایسی دادی غیر ذی زرع میں ہی پھینکنا ہے۔ ان کی رو یا دے ہی معنی تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ کی محبت کے جوش میں واقعی چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اگر خدا تعالیٰ کے ارشاد کا یہ مطلب ہوتا کہ چھری پھیرو۔ اور پھر روک دیتا۔ تو اس کے تو یہ معنی ہوتے کہ وہ خود ہی اپنے حکم کی نافرمانی سکھاتا ہے۔ وہ ایک کام کا حکم دیتا ہے مگر اس کا نفاذ وہ نہیں ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ جیسی حکیم ہستی کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ ایک ایسے حکم دے جس کے متعلق وہ خود جانتا ہو۔ کہ اسے پورا نہیں کراؤں گا۔

مشار احکام خداوندی

کے خلاف ہے۔ دراصل بات یہ تھی۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کے ابتدائی ایام میں جب دین دنیا سے منک چکا تھا۔ اس وقت

انسانی قربانی

ہوتی تھی۔ اور انبیاء کا یہ طریق ہے۔ کہ جب تک کسی امر کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ آئے وہ قومی دستور کو جاری رکھتے ہیں۔ اور چونکہ اس وقت کثرت سے انسانی

قربانی ہوتی تھی۔ اس لئے آپ نے اپنی رو یا کا ہی مفہوم سمجھا۔
کہ اسمعیل کو ذبح کر کے قربان کرنا چاہیے۔ مگر

مشاور الہی

یہ نہ تھا۔ بلکہ کچھ اور تھا۔ اور وہ یہ کہ آپ ان کو ایک
دن ایک ایسی جگہ چھوڑ آئیں گے۔ جہاں چھوڑنا
موت کے منہ میں دینے کے برابر ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم
کا یہ خواب اس وقت پورا ہوا۔ جب وہ حضرت اسمعیل
اور ان کی والدہ کو اس جگہ چھوڑ آئے۔ جہاں مکہ آباد ہوا
اور جہاں آج لوگ اس واقعہ کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

یہ حضرت ابراہیم کے خواب کا اصل منشا تھا۔ اور
یہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا تھا۔ کہ انہیں ایسی
جگہ چھوڑ آئے۔ جہاں ایک مشکیزہ پانی اور تھوڑی سی کھجور
کے سوا کھانے پینے کا کوئی سامان نہ تھا۔ کئی کئی میل تک کوئی
آبادی نہ تھی۔ ایسی حالت میں چھوڑ آنا سو فی صدی
(موت کے منہ میں) پھینک آنا تھا۔ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ
تھوڑا سا کھانا اور پانی ختم ہونے پر کچھ اور میرا سکیگا
پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ذبح کرنے
میں کوئی دریغ نہیں کیا۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ خدا نے انہیں
پھر زندہ کر دیا۔

واقعہ اس طرح ہوا۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے فیصلہ کر لیا۔ کہ

حضرت اسمعیل اور ان کی والدہ

کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئیں۔ تو وہ ایک مشکیزہ
پانی کا اور کچھ کھجوریں ساتھ لے کر حضرت اسمعیل اور ان
کی والدہ کو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت وہاں چھوڑ گئے۔
لیکن محبت پدری اور خاندانہ بیوی کی محبت تو انہیں چھوڑی
جاسکتی تھی۔ جب آپ اپنے چلے تو مڑ کر پیچھے دیکھتے جاتے تھے
کیونکہ آپ بخوبی جانتے تھے۔ کہ اس پانی اور ان کھجوروں
کے ختم ہونے کے بعد ان کی بیوی اور ان بچے کے لئے کھانے
پینے کا کوئی سامان نہ ہوگا۔ حضرت ہاجرہ نے جب یہ دیکھا
تو خیال کیا۔ ضرور کوئی بات ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ
آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اور ہمیں کہاں چھوڑے جاتے ہیں۔
چونکہ یہ ایک

وردناک موقعہ

تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہ سے بات نہ نکل سکی
اور آپ نے نیز نیز چلنا شروع کیا۔ آخر حضرت ہاجرہ نے
دروافت کیا۔ آپ ہمیں یہاں کس کے حکم سے چھوڑے جاتے
ہیں۔ تب انہوں نے کہا

خدا تعالیٰ کے حکم سے

اس پر حضرت ہاجرہ نے کہا۔ اگر خدا کے حکم سے چھوڑے جاتے
ہیں۔ تو وہ ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں
اپنی اور اپنے بچے کی قربانی کو قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی
آزالتش کرنا چاہتا تھا۔ پانی اور کھجوریں ختم ہو گئیں۔ نزد
نہ کوئی بستی تھی۔ اور نہ ہی ادھر سے کسی قافلہ کے گزرنے کا
امکان تھا۔ حضرت اسمعیل بچے تھے۔ کوئی آٹھ برس کی عمر
ہوگی۔ پیاس کے مارے تڑپنے لگے۔ حضرت ہاجرہ سے اپنے
مخت جگر کی یہ حالت نہ دیکھی تھی۔ اور بیقرار ہو کر

صفاد مردہ

پھاڑیوں پر دوڑنے لگیں۔ کبھی ایک پر چڑھ جاتیں۔ اور
کبھی دوسری پر چڑھ کر دیکھنے لگتیں۔ کہ شاید کوئی قافلہ آ رہا
ہو۔ لیکن کوئی نظر نہ آتا۔ ایک پہاڑی سے اتر کر دوسری
پر چلنے لگی۔ چونکہ راستہ میں نیچے جگہ تھی۔ اور وہاں سے
حضرت اسمعیل نظر نہ آسکتے تھے۔ اس لئے وہ قافلہ دوڑ
کر طے کر لیتیں۔ تاکہ اونچی جگہ پر جا کر بچہ کو بھی دیکھ سکیں کئی
بار متواتر انہوں نے اسی طرح کیا۔ مگر کوئی صورت پانی ملنے
کی نظر نہ آئی۔ آخر جب بہت بے قرار ہو گئیں۔ تو آواز آئی
ہاجرہ! اسمعیل کے پاس جا۔ جب وہ حضرت اسمعیل کے پاس
آئیں۔ تو دیکھا۔ کہ

چشمہ

بھوٹا ہوا ہے۔ اس سے انہوں نے پانی پلایا۔ پانی ملنے کے ساتھ
ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے سامان پیدا ہو گئے۔ کہ
عرب کا ایک قافلہ راستہ بھول کر وہاں آ گیا۔ اس نے پانی
پاکر آرام پایا۔ تو حضرت ہاجرہ کو کچھ تحائف دئے۔ اور بچہ اجازت
لے کر وہاں ڈیرے ڈالے۔ اور معاہدہ کیا۔ کہ آپ کی رہایا
ہو کر یہاں رہیں گے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت
اسمعیل علیہ السلام کو گویا وہاں کا بادشاہ بنا دیا۔ یہ ہے۔

اصل واقعہ

اور یہ مختصر ذی اور عملی طور پر چھری پھیرنے کا مفہوم اور اسی
واقعہ کی یادگار میں آج کی عید ہے۔ اور لوگ وہاں جاتے
ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ خدا تعالیٰ نے مزدلفہ منا اور
عرفات کو کیوں اس مشرف کے لئے چننا۔ میرا خیال ہے۔ کہ
عرفات ساحل سمندر کی طرف ہے۔ اور حضرت ابراہیم
اس راستہ سے ان کو چھوڑنے کے لئے شام سے آئے۔ اور
عرفات وہ مقام ہے۔ جہاں

اللہ تعالیٰ کی تجلی

ظاہر ہوئی۔ اور مزدلفہ وہ مقام ہے۔ جہاں آپ سے
دعا کیا گیا۔ کہ اس قربانی کے بدلہ میں بہت بلند درجات
عطا ہوں گے۔ مزدلفہ قرب پر دلالت کرتا ہے۔ اور

عرفات عرفان پر۔ مناد وہ مقام ہے۔ جہاں حضرت ہاجرہ گھبران
ہوئیں ہوئیں۔ اس جگہ شیطان کو روکے مارے جاتے
ہیں۔ چونکہ آپ گھبرائی ہوئی تھیں۔ مگر جب حضرت ابراہیم
نے کہا۔ کہ خدا کے حکم سے تم کو یہاں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور
انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔
تو گویا شیطان ہمیشہ کے لئے مار دیا گیا۔ یہ ساری جگہیں قربانی
سے تعلق رکھتی ہیں۔ پس آج کے دن درحقیقت ہم اس بات
کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے
لئے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا۔ لیکن خدا نے اس کو زندہ کیا اور

ہمیشہ کیلئے اسے زندہ

کر دیا۔ اور دنیا میں اس کا نام روشن کر دیا۔ اس سے ہمیں
یہ سبق ملتا ہے۔ کہ دنیا میں وہی قویں ترقی کر سکتی ہیں جو

عملاً قربانی

کرنے کے عادی ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت
اسمعیل علیہ السلام کو قربان کیا۔ خدا تعالیٰ نے ان سے
وعدہ کیا کہ میں ہمیشہ کے لئے تیری ذریت کو قائم رکھوں گا
اور جس طرح آسمان کے ستارے گنے نہیں جاسکتے۔
اسی طرح تیری اولاد بھی گنی نہیں جائیگی۔ پھر جس طرح
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اس وادی غیر ذی
زرع میں پھینک دیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں ان کی
اولاد میں سے ایک شخص کو

جنت کا آخری وارث

بنایا۔ وادی غیر ذی زرع اس کو کہتے ہیں۔ جہاں بسزری نہا
اور جنت اس مقام کا نام ہے۔ جہاں بسزری ہی بسزری ہو گیا
کہ اور جنت دو متضاد مقام ہیں۔ کہ کی زمین ایسی شور و
کہ بعض لوگوں نے وہاں باغ لگانے کی کوششیں کی ہیں۔ اور
اس کے لئے لاکھوں روپے خرچ کئے۔ اور دوسرے ملکوں سے
مٹی لاکر ڈالی ہے۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ تو مکہ کی حالت
ہے۔ اور جنت وہ جگہ ہے۔ جہاں سایہ کی اتنی کثرت ہو کہ کبھی
دھوپ نہ ہو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ایسی
جگہ ڈال دیا۔ جہاں سایہ تک نہ تھا۔ تو خدا تعالیٰ نے کہا۔ کہ میں

تیری اولاد کو

ایسی جگہ کا وارث کروں گا۔ جہاں کبھی دھوپ نہ ہوگی۔
اور اب کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک

حضرت اسمعیل کی اولاد کی غلامی

نہ کرے۔ اور ان سے جنت کی چابی نہ ملے۔ حضرت اسمعیل
کو وادی غیر ذی زرع میں رہنے کے نتیجے میں اس جگہ کی وراثت
عطا ہوئی۔ جہاں نہ کبھی دھوپ ہوتی ہے۔ نہ خشکی۔ اور یہ
قربانی ہے جس کی یاد ہمیں دلائی گئی ہے۔ اور جس کی یاد تازہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھنے کے لئے ہم بکرے قربان کرتے ہیں۔ یہ قربانیاں
عظیم الشان نشان

ہیں۔ جن کے اندر بڑی بڑی حقیقتیں مخفی ہیں جب تک ان کو پیش نظر نہ رکھا جائے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جس شخص سے محبت ہو اس سے مصافحہ کیا جاتا ہے جو محبت کے اظہار کا نشانہ ہے اور اس کے پاس ہر چیز کوئی باہمی کوئی کمزورت نہیں۔ یہ سچی محبت کا اقرار ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ہاتھ تو ملے۔ مگر دل میں کدو رکھے۔ تو اس مصافحہ کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے جو شخص محبت کے جذبات تو اپنے اندر پیدا کرے۔ لیکن مصافحہ کرے۔ وہ بے ہودہ حرکت کرتا ہے۔ پس جس طرح محبت اور عرفی علامت مصافحہ ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے محبت اور حقیقی قربانی کی ظاہری نشانی ہے

بکرے کی قربانی

ہے۔ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ قربانی بھی اسی شخص کی مفید ہو سکتی ہے۔ جو خدا کے لئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے اپنے جان و مال اور اولاد کی قربانی کرنے پر بھی آمادہ ہو۔ اور جو خدا تعالیٰ کے لئے اس قربانی پر آمادہ نہیں ہوتا اس کے لئے کوئی عید نہیں۔ وہ محض ظاہری شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔

حضرت اسمعیل علیہ السلام نے جو قربانی کی یہ عید اس قربانی کی یادگار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی نے کہا۔ کہ اسمعیل کے پاس رہنے سے فساد کا خطرہ ہے۔ اور حضرت اسمعیل نے اس کو مٹانے کے لئے قربانی کو قبول کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے اس کو

امن قائم کرنے والا

بنایا۔ اور اس کی اولاد کے ذریعہ دنیا میں مذہب اسلام نازل کر کے اس کو ہمیشہ کے لئے امن قائم کرنے والا قرار دیا۔ اسلام کے معنی ہیں سلامتی اور اسلام سے تعلق رکھنے کا نام ایران ہے۔ جس کے معنی امن کے ہیں۔ چونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام نے ایک گھر کا فساد دور کرنے کے لئے قربانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ساری دنیا کا امن قائم کرنے والا بنا دیا۔

حقیقت ہے اس قربانی کی اور جب تک اس کو نہیں سمجھا جاتا۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ تعجب ہے کہ بعض لوگ قربانی پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اس کو اسرار قرار دیتے ہیں۔ اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ کیوں نہ یہی روپیہ

خدمت دین

اور اشاعت اسلام کے لئے خرچ کیا جائے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ خواہ یہ سوال نیک نیتی سے ہی کیوں نہ کیا جائے۔ پھر بھی بہہ

وسوسہ شیطانی

ہے۔ اور شیطان بعض اوقات دین کے معاملہ میں اچھی صورت سے بھی وسوسے ڈالتا ہے۔

ایک جگہ ایک بزرگ کی دعوت تھی۔ جب کھانا چاہا گیا۔ تو انھوں نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور کھانے سے انکار کر دیا۔ جب دریا فت کی گئی۔ تو کہا۔ کہ جو کچھ اس کھانے کی طرف بہت زیادہ رغبت ہو رہی ہے۔ اس لئے میں نے اسے کھانا پسند نہیں کیا۔ اب گو

دعوت قبول کرنا سنت ہے

مگر انہوں نے کہا۔ کہ نفس کی اس قدر رغبت شک ڈالتی ہے کہ ضرور اس کھانے میں کوئی نقص ہے۔ میزبان نے کہا۔ اس میں کوئی نقص تو نہیں یہ حلال مال ہے۔ مگر انہوں نے کہا۔ ضرور کوئی نقص ہو گا۔ تحقیق کی جائے۔ غرض قصائی سے پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میرا اونٹ مر گیا تھا۔ میں نے سمجھا۔ بہت نقصان ہو گا۔ اس لئے اسے کاٹ کر بیچ ڈالا۔

تو شیطان بعض اوقات کسی کام کی زیادہ رغبت دلا کر بھی وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ بغاوت تو دین کے رستہ میں مال خرچ کرنا بہت اچھی بات ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دین زیادہ عزیز تھا صحابہ کئی کئی وقت تک بھوک کی وجہ سے بیٹوں پر پتھر باندھ رکھتے تھے۔ مگر باوجود اس غربت و افلاس کے وہ قربانی کرتے تھے۔ تو اب اسلام کی خدمت کے خیال سے قربانی چھوڑنا

کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اسلام اور روحانیت کسی ایک چیز کا نام نہیں۔ بلکہ کئی ایک چیزوں کا نام ہے۔ جس طرح آنکھ کان۔ ناک۔ غرض کہ تمام اعضاء ملکر ایک خوبصورت اور مکمل انسان بنتا ہے۔ اسی طرح روحانیت کے لئے کئی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص کہے۔ کہ کسی کے تھوڑے تھوڑے کان کاٹ ڈالے جائیں۔ تو کیا ہرج ہے۔ اس کی سماعت میں تو بے شک بہت تھوڑا فرق آئیگا۔ مگر اس کی

زینت میں فرق

ضرور آجائیگا۔ پس کسی چیز کو کامل بنانے کیلئے بعض باتیں اس کی زینت کے لئے ہوتی ہیں۔ اور یہ قربانی ایسی حکمتوں کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی بھی نہیں یاد دلانی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عید کو

کھانے پینے کا دن

کہا ہے۔ یہ بظاہر اسرار ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ قوموں میں زندگی کا احساس اور امنگ پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تحفہ تحائف تقسیم کرنے کے لئے دن مقرر کئے جائیں۔ اور عید کے دن بھی گوشت بانٹا جاتا ہے۔

مذ میں آج کے دن اس قدر بکرے ذبح کئے جاتے ہیں۔ کہ گوشت کھانے والا کوئی نہیں ملتا۔ مگر پھر بھی قربانیاں کی جاتی ہیں۔ گو سکھا یا بھی جاسکتا ہے۔ سکھانا بھی جائز رکھا گیا ہے۔ اس لئے سکھا کر اپنے لئے رکھنا بھی جائز ہے۔ اور غریب میں تقسیم بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر صنایع بھی ہو جائے تو بھی قربانی ضروری ہے روحانی امور سے تعلق رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بعض صحابی دن رات مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ کہ شاید حضور یا ہر تشریف لے آئیں اور وہ کسی بات کے سننے سے محروم رہ جائیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ وقت صنایع کرتے تھے۔ لیکن نہیں وہ

بہت بڑی خدمت

کر رہے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ نے بھائی ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے۔ اور عرض کیا حضور ابو ہریرہ تمام دن مسجد میں بیٹھا رہتا ہے۔ اور کوئی کام نہیں کرتا۔ مجھے تمام دن محنت کرنی پڑتی ہے۔ آپ اسے سمجھائیں۔ کہ کام کیا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہیں کیا معلوم۔ خدا اسی کے طفیل تمہیں بھی رزق دے رہا ہے۔ تو اس میں وہ لوگ وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ بلکہ بہت بڑے ثواب کا کام کرتے تھے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص مسجد میں آگرا نام کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔ تو وہ بھی گویا عبادت میں ہی ہوتا ہے۔ اصل میں خدا تعالیٰ دیکھتا ہے۔ کہ انسان میری راہ میں کس قدر قربانی کے لئے آمادہ ہے۔ اگر معمولی قربانی کے لئے ہمارے۔ تو بڑی کے لئے بھی طیار ہو سکیگا۔

اگر تمام بکرے ذبح کر کے گوشت پھینک دیا جائے تو بھی ثواب ہے۔ مگر یہ گوشت غریب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور اگر بیچ سے تو پرندوں کو ڈال دیا جائے۔ جن کا حق قرآن کریم میں بھی رکھا ہے۔ یعنی جانور مل کا۔ پس اگر گوشت پھینک دیا جائے اور کئے اور چیلیں اسے کھا جائیں تو بھی یہ

ثواب کا موجب

ہے۔ اس قدر فوائد قربانی کے اندر ہیں۔ کہ خواہ اسلام پر کس قدر بھی مصیبت کے دن آئیں۔ تو بھی قربانی جائز اور ضروری ہوگی۔ ہاں اگر انسان پر خود کوئی مصیبت ہو۔ وہ نہ کرے۔ لیکن اگر توفیق ہو تو ضروری ہے۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایک شخص ۳۶۰ دن گوشت کھاتا ہے۔ یا کھانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اسے اسلام کی حالت اور غربت اور خدمت دین اور اسی روپیہ کو حسد کا راہ میں خرچ کرنے کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن ایک دن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے لئے

اسے کھانا پڑتا ہے۔ تو اسے دین کے راستے میں خرچ کرنے کا خیال آتا ہے۔ جب اپنی خواہش سے کھاتا تھا۔ اس وقت تو اسلام کی مصیبت بھوٹے ہوئے تھا۔ لیکن خدا کے حکم سے کھانا پڑا۔ تو خدمت اسلام یاد آگئی۔ جب اپنا نفس کہتا ہے۔ کہ گوشت کھاؤ۔ تو یہ ضرور کھاتا ہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ تو کہتا ہے یہ اسراف ہے۔ اسے کس طرح نیک خیال کہا جاسکتا ہے۔ یقیناً یہ وسوسہ شیطانی ہے۔

پس جس کو توفیق ہو۔ وہ قربانی ضرور کرے۔ اور لوگ عید کے دن کھائیں نہیں۔ تاکہ ان کے دلوں سے مایوسیوں دور ہوں۔ اور انگلیں پیدا ہوں۔ اور خیال ہو۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے لئے کھانے پینے کے دن بھی مقرر کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم اس عید کی حقیقت کو سمجھیں۔ اور ہمیں ایسی قربانیاں کرنے کی توفیق دے۔ جس کے نتیجے میں یہ عید حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کی یادگار ہے۔

کری کارخانہ پارچہ بانی کٹر بننے کی تعلیم

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

محکمہ صنعت و حرفت پنجاب ایسے اشخاص سے درخواستیں کرتا ہے جو سرکاری کارخانہ پارچہ بانی شاہدہ میں بجلی سے دالی کھڑیوں پر کپڑے بننے کا فن سیکھنے کے خواہشمند ہوں۔ جو عین تین ہونگے۔ اور صرف ان لوگوں کو داخل کیا جائے۔ جن کی زبانیں ہوں گی جن کی ذہن میں ہر جماعت کے تشریح کی گئی ہے۔

تاریخ: یونیورسٹی پنجاب کے گریجویٹ ہوں۔ یا جنہوں نے کسی ایکن انسٹی ٹیوٹ سے کپڑا بننے کے امتحان میں ٹائیس حاصل کیا ہو۔

تاریخ: جنہوں نے یونیورسٹی پنجاب کا میٹرکولیشن اور سکول یونیورسٹی یونیورسٹی کا امتحان یا انڈسٹریل ڈیولپمنٹ سکولوں کا آخری امتحان پاس کیا ہو۔

تاریخ: ایسے کاریگر جن کا تعلق صنعت، پارچہ بانی سے رہا ہو۔

ب کی میعاد: الف اور ب جامعوں کے لئے دو سال یا اس سے زیادہ۔ ج کیلئے ایک سال یا اس سے زیادہ۔

تاریخ: منتخب طلباء کو مندرجہ ذیل شرحوں پر وظائف دئے جائیں گے۔

تاریخ: الف :- ۳۰ روپیہ ماہوار

تاریخ: ب :- ۱۵ روپیہ ماہوار

تاریخ: ج :- ۲۰ روپیہ ماہوار

خاتم النبیین کی بعثت کے مقاصد

دارالمنہج ماہنامہ روشن علی حجاب

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کلمے محمد دلبر مرا یہی ہے

(حضرت مسیح موعودؑ)
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر لوگ ایسے بھی لوگ تھے۔ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو قطعاً نہیں مانتے تھے۔ لیکن جو نبیوں کو ماننے والے تھے۔ ان کی بھی یہ حالت تھی۔ کہ اپنی قوم سے باہر کسی نبی کو نہیں مانتے تھے۔ آریں تو میں ہندوستان سے باہر کسی اوتار کی قائل نہ تھیں۔ اور یہود کا بھی یہی بیان تھا۔ کہ فومن سما انزل علینا ویکفرون بما ودرءہ۔ حالانکہ دنیا میں سب سے زیادہ منافرت پھیلانے کا باعث ہی ہے۔ کہ کسی قوم کے مسلمہ ہادیوں کی توہین کی جائے۔ اور ان کی شان کو گھٹایا جائے۔ اس کے مقابلہ میں سب سے بہتر اتحاد و اتحادیہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی عزت کی جگہ جن کی عزت کسی قوم کے دل میں نسلاً بعد نسل چلی آتی ہو۔ حضرت رحمۃ اللعالمین نے اس اتحاد حقیقی کی بنیاد دنیا میں ڈالی۔ چنانچہ قرآن کریم کی حسب ذیل آیات میں اس مقصد کا اظہار عظیم درج ہے۔

بل جاء بالحق وصدق المرسلین (الشکوٰۃ)
وقل امت بما انزل اللہ من کتاب (مشورہ ص ۱)
وان من امۃ الا اخلاقیہا نذیر (فاطر ص ۳)
ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً (نحل ص ۵)
قل امنابا اللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراہیم واسمعیل واسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعلیسیٰ والنبیون من ربہم لانفرق بینا احدی منہم ونحن لہ مسلمون (آل عمران ص ۶)
ولما جاء ہم برسولاً من عند اللہ مصدقاً لہم ما کانوا یقرءون ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب ص ۵)
ترجمہ: محمد صلعم) سچائی کے ساتھ آیا۔ اور تمام خدا کے فرستادوں کی تصدیق کی۔ اسے محمد صلعم) تو اس بات کا اعلان کر کہ میں ہر ایک ایسی کتاب پر ایمان لایا۔ جو خدا نے نازل کی۔ اور کوئی بھی ایسی امت نہیں جس میں بیدار کرنے والا یعنی خدا کا رسول نہ گذرا ہو۔ ہم نے ہر ایک امت میں رسول کو برپا کیا۔ تقصیری اعلان کے ساتھ لوگوں سے کہہ دو۔ ہم خدا پر ایمان لائے اور اس کو مانا۔ جو ہم پر نازل کیا گیا۔ اور اس کی تصدیق کی جو پہلے انبیاء پر نازل ہوا۔ جیسے ابراہیم اسمعیل اسحاق اور

یعقوب اور ان کی نسل کے نبیوں پر اور اس کی بھی تصدیق کی جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا۔ اور جو تمام نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا۔ ہم خدا کے نبیوں میں سے کسی کو بھی علیحدہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے ایسا رسول آگیا۔ کہ جو ان کے پاس ہے۔ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ محمد صلعم اللہ کا رسول ہے۔ اور نبیوں کی خیر ہے۔ یعنی ان کا مسدق ہے۔

دوسرا مقصد

طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ جب آپ نے پہلے نبیوں اور کتابوں کی تصدیق کی۔ اور پہلے انبیاء اور کتابیں سچی ٹھہریں۔ تو پھر حضور کی بعثت کا مقصد کیا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ واقع میں پہلے نبی بھی سچے اور ان کی کتابیں بھی سچی۔ لیکن دنیا کے لئے ان کا محض سچا ہونا نافع نہیں۔ تا وقتیکہ وہ کتابیں جیسی نازل ہوئی تھیں۔ ویسی ہی محفوظ نہ ہوں۔ اور ان کا مفہوم زمانہ کے مطابق نہ ہو۔ لیکن جب وہ ولولہ محبت الہیہ کا اور جذبہ شریعت پر عمل کرنے کا اس نبی کی صحبت کی تاثیر سے یا اس کی سیرت کے مطالعہ سے امت میں پیدا ہوتا تھا۔ مفقود ہو جاتے۔

تو نبی کا محض سچا ہونا امت کی صلاحیت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر جتنے مذاہب تھے ان کے ماننے والوں میں کتابوں کے متعلق اختلاف پیدا ہو چکا تھا۔ یا وہ کتابیں ان انور کے فہم کے مطابق نہ رہی تھیں۔ اس لئے ان کی زبان کے بولنے والے مفقود ہو گئے تھے۔ ایسے وقت میں کسی ایسے حج اور راہ نامی ضرورت تھی۔ جو مسائل مختلف فیہ میں حکم ہو اور بھولے بھٹکوں کو صحیح راہ سے آگاہ کرے۔ اور طالبان حق کو دشوار گزار رکھاٹیوں سے نکال کر شاہ راہ پر لے آئے۔ بعثت خاتم النبیین کے وقت نصاریٰ انجیل کو اصل کھو بیٹھے تھے۔ گو آج کل انہوں نے ۳۵ زبانوں میں انجیل کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ لیکن یہ کہیں بتا سکتے ہیں۔ کہ وہ متن کہاں ہے۔ جس کا یہ ترجمہ ہے۔ پھر ان تراجم کا ہر نئے ایڈیشن میں نیا حشر ہوتا ہے۔ یہی یاد دہانی ہوتی رہتی ہے۔ وید میں کسی زیادتی کے علاوہ یہ وقت ہیش آ رہی ہے۔ کہ اس کی زبان متروک ہونے کی وجہ سے فہم انسانی سے بالا ہو چکی ہے۔ یہی تو ہمید صر جیسے پنڈت اور پنڈت پانڈ صاحب جیسے عالم دونوں کے دید بھاش میں اتنا اختلاف ہی کہ زمین و آسمان کا اختلاف بھی اس کے مفہوم کو ادا نہیں کر سکتا۔ ایسے اندھیرے کے وقت شمس لفظی نے طلوع کیا۔ اور رحمانی تعلیم کو بواسطہ وحی الہی اور مصفا کر کے پیش کیا۔ پھر اس کو یہ مقام حاصل ہوا۔ کہ ہمیشہ تک محفوظ رہیگی۔ اور اس کے بعد کسی نئی شریعت کی ضرورت نہ رہیگی۔ نیز انبیاء سابقین کی تیری

دہلی کی عمر ۶۷ سال سے کم نہ ہونی چاہیے۔ تمام درخواستیں دیونگ سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ ڈیولپمنٹ و یونیورسٹی و یونگ فیکلٹی شاہدہ کی خدمت میں ۲۰/۱۱/۱۳۱۰ء سے پہلے ہی داخل ہونا چاہئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فلسطین میں مسابقت کی اشاعت

مکرم مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل احمدی مبلغ فلسطین میں عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں اور مسلمانوں کی انوسناک غفلت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں لکھتے ہیں۔

میں نے بہت سے لوگوں کے ذریعہ چاہا کہ وہ کتابیں تہیا کروں۔ جو پادریوں نے یہاں تقسیم کی ہوں۔ مگر ابھی تک کوئی ایسی کتاب نہیں ملی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں طعن کیا گیا ہو۔ پادریوں کی تبلیغ کا طریق یہ ہے۔ کہ انہوں نے ہسپتال کھولے ہوئے ہیں۔ یا نوجوانوں کو مفت انگریزی وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ جس کے لئے مدارس میں۔ یا جاہلوں کو روپے وغیرہ کا لالچ دیتے ہیں۔ ایسی کتابیں کھلے طور پر شائع نہیں کرتے جن میں اسلام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر طعن ہو۔

مفتی حیفہ کا تار اخبار الفضل میں پڑھ کر تعجب ہوا۔ کہ وہ مدد کس بات کی طلب کرتے ہیں۔ روپے کی مدد کے سوا اور کیا مراد ہوگی۔ مگر یہی مفتی صاحب ہیں۔ جن پر لوگ ہزار ہا اعتراض کرتے ہیں۔ اگر کوئی غریب بیمار ہو کر ان کے پاس جائے اور کہے کسی ڈاکٹر کو لکھ دیں۔ کہ وہ مفت میں معائنہ کرے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد وہ پادری کے پاس جاتے ہیں۔ تو وہ نہایت خوش خلقی سے پیش آکر کسی ڈاکٹر کو لکھ دیتا ہے اور دوائی کی قیمت بھی دیدیتا ہے۔ فقر روز بروز بڑھ رہا ہے اگر یہاں کے وقف کی آمدنی فقیروں پر خرچ کی جائے۔ تو ہر طرح پر فقیر مسلمانوں کی نگہداشت ہو سکتی ہے۔ مگر وہ تمام مال خود بڑے بڑے لوگ کھا جاتے ہیں۔ مثلاً مفتی صاحب سٹوڈنٹس کے قریب ماہوار لیتے ہیں۔ پھر مسلمانوں میں قطعاً اتفاق نہیں ہے۔ المجلس الاسلامی الاعلیٰ جو قدس میں ہے۔ جس سے تکلیف میں ہیں۔ اور تجھ پر کتاب نازل کرنے کا ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ ان کے اختلافات کی الجھنوں کو توڑ کرے۔ اور آسان راستہ اور سہولت ماننے والوں پر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بادل سے صفایا پانی اتارا۔ پھر اس کے بعد مردہ زمین کو زندہ کیا۔ یہی دلیل ہے سننے والوں کیلئے۔ اور تو کہہ دے کہ میں خدا کی نازل کتابوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور مجھ پر حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اور تمہارے اختلافات کا فیصلہ کروں۔ کیونکہ تمہارا اور ہمارا ایک فائق و مالک ہے۔ وہ تمہیں گراہی میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ یہ اللہ کی طرف سے رسول آیا ہے جو ایسے پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہے جن میں سب مضبوط کتابیں لکھی ہیں۔ پادریوں کی جھجھکیوں سے روٹی حالت میں ہے۔ تعلیم وغیرہ اچھی نہیں ہے۔

اور تاریخیں ایسی محفوظ نہیں۔ کہ ان کے مطالعہ سے قوت عملی اور محبت اعتقادی کا جذبہ پیدا ہو۔ پس رحمتہ للعالمین کو جانتا ہے۔ ایسی کتاب ملی کہ جو قیامت تک کے لئے محفوظ ہے۔ اور ایسی آپ کو زندگی ملی جس میں سیرت کا ہر ایک پہلو نمایاں ہے۔ وہاں جو حضور سے فیض مان کا حصہ پاتے رہے۔ اور پتے رہیں گے۔ کوئی دلی ہوا اور کوئی مجبور۔ کوئی نبی ہوا اور کوئی محدث۔ یہ سب حضور کے طفیل ہے۔ اور حضور کی غلامی کی وجہ سے ہے۔ پس امت کے لئے حضور حیات النبی ہیں۔ اور کسی قسم کا فیضان ممنوع نہیں ہے۔

ان مذکورہ بالا وجوہات کی طرف قرآن کریم نے حسب ذیل آیات میں ارشاد فرمایا ہے

تَاللّٰہِ لَاقْتَدِرُ السُّلٰتُ اِلٰی اَصْحٰبِہٖم مِّنْ قَبْلِکَ فَرِیۡدُہُمْ

لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمٰلُہُمْ فَمَہُودٌ لِّیَوْمِہِمْ وَاٰیٰتُہِمْ

عَذٰبٌ اَلِیۡمٌ وَّمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ الْاَلْبَیۡنِ

الَّذِیۡ اٰخْتَلَفُوۡۤہِ وَّہٰدِیۡ وَّوَحٰیۡۃً لِّقَوْمٍ یَّرۡسَبُوۡنَ

وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَجَآءَ بِہٖ الْاَرۡضَیۡنَ

بَعۡدَ مَوۡتَہُمَا اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیۃً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوۡنَ (مائدہ ۸۴)

وَقُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ مَا اَنْزَلَ عَلَیۡنَا مِنَ الْکِتٰبِ

بِیۡنَکُمُ الرَّسُوۡلُ وَاٰیٰتُہِمْ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَ (شوری ۱۷)

وَسُوۡرٌ مِّنَ الْاٰیٰتِ الَّتِیۡ نُنزِلُ

بِیۡنَہُمۡ لَعٰنَۃً لِّمَا کَانُوۡۤا یَعۡمَلُوۡنَ (مائدہ ۱۶)

اِنَّ ہٰذَا لَفِیۡ صَیۡحٰتٍ اٰلٰوٰیۡۃٍ لِّاُولِیۡ الۡاَلۡبَابِ

مِمَّا کَانَ یَعۡمَلُوۡنَ (مائدہ ۱۷)

نَزَلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَخٰفِضُوۡنَ (حجر ۱۲) وَاَعۡدَ اللّٰہُ

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا مَنۡکُمۡ وَاَعۡمَلُوۡا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفُنَّہُمْ

فِی الْاَرۡضِ (نور ۷۷)

ترجمہ ہے۔ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے۔ کہ میں نے یقیناً رسول بھیجے تھے۔ ان امتوں کی طرف جو تجھ سے پہلے گزری ہیں۔ پھر خبیث روجوں نے ان کو بد اعمال کی ترغیب دی۔ گویا آج وہی ان پر حاکم ہیں۔ اور وہ لوگ بد اعمالیوں کی وجہ سے تکلیف میں ہیں۔ اور تجھ پر کتاب نازل کرنے کا ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ ان کے اختلافات کی الجھنوں کو توڑ کرے۔ اور آسان راستہ اور سہولت ماننے والوں پر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بادل سے صفایا پانی اتارا۔ پھر اس کے بعد مردہ زمین کو زندہ کیا۔ یہی دلیل ہے سننے والوں کیلئے۔ اور تو کہہ دے کہ میں خدا کی نازل کتابوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور مجھ پر حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اور تمہارے اختلافات کا فیصلہ کروں۔ کیونکہ تمہارا اور ہمارا ایک فائق و مالک ہے۔ وہ تمہیں گراہی میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ یہ اللہ کی طرف سے رسول آیا ہے جو ایسے پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہے جن میں سب مضبوط کتابیں لکھی ہیں۔ پادریوں کی جھجھکیوں سے روٹی حالت میں ہے۔ تعلیم وغیرہ اچھی نہیں ہے۔

یہ لوگ خیالی کر سکتے ہیں۔ خیال ہی نہیں۔ بلکہ بتائیں کرتے ہیں۔ کہ اب ہم اسلام کو بذریعہ تبلیغ نہیں منوا سکتے۔ اس لئے جس طرح ہو سکتا ہے۔ دوسروں کو بھی تبلیغ سے منع کرنا چاہیے۔ اور لوگ نام کے مسلمان رہیں۔

آج کل مصری اخباروں نے پادریوں کو میر پر بہت سے کی ہے۔ کہ وہ جامع ازہر میں بعض امریکن لوگوں کے ساتھ گیا اور آئے وقت اپنی تبشیری کتابیں اسلام کے ضلالت پھینک آیا۔ تاکہ ان کے ان کا مطالعہ کریں۔ اس پر لکھتے ہیں۔ کہ اس حد تک دلیری کہ اب مرکز اسلام میں اگر بھی تبلیغ سے باز نہیں آتے کیوں اسے یونہی چھوڑا گیا۔ کیوں اسے اس بات کا مزہ چکھا گیا۔ چہ جائیکہ اس کے فعل سے نصیحت پکارتے۔ اور غور کرتے۔

کہ دیکھو وہ ایک ایسے مذہب کا پیرو ہو کر جو ہمارے نزدیک صحیح مذہب نہیں۔ اس قدر تبلیغ کرتا ہے۔ تو ہمیں اسلام کی تبلیغ کے لئے کیا کچھ نہ کرنا چاہیے۔ اس لئے لوگوں کو بھڑکانے لگے۔ کہ دیکھو ہماری بے عزتی ہوئی۔ یہ ہوا وہ ہوا۔ کیونکہ پادریوں کو میر پر ہاتھ ازہر میں لگا کر کتابیں تقسیم کر گیا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو حق کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسلام کی اشاعت کیلئے ان کے دلوں کو کھول دے۔

خاکسار جلال الدین از حیفہ ۸ مئی ۱۹۲۸ء

مبلغ فلسطین کا دوسرا خط

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حالات بدستور ہیں۔ بعض مسیحیوں سے گفتگو ہوئی ہے۔ جو ایک دفعہ آتا ہے۔ پھر آنے کا نام نہیں لیتا۔ چپ ہو کر صبا جاتا ہے۔ کوئی جواب نہیں بن پڑتا۔ ۲۹ اپریل کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے الفضل کا پرچہ ہے۔ جس میں ایک مضمون ہے۔ اور اس کا عنوان ہے۔ ایک اور شہید یا شہادت چنانچہ کل بتاریخ ۷ مئی جب اخبار الفضل کے پرچے ملے اور پہلا پرچہ کھولا۔ تو اس میں یہ عنوان تھا۔ ایران میں ایک احمدی مبلغ کی شہادت۔ شہزادہ عبد المجید صاحب کی شہادت کی خبر پڑھ کر نہایت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلند درجات عطا فرمائے۔ اور ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ اعلا وکلمۃ اللہ کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور ہمیں اس آیت کا مصداق بنائے۔

فَمَنۡہُمْ مِّنۡ قَضٰی نَجۡبَہٗ وَّمَنۡہُمْ مِّنۡ یَّنۡتَظِرُ

وَمَا یَدۡلُوۡا تَبۡدِیۡلًا۔

خادم جلال الدین از حیفہ

رحمۃ اللعالمین اور عالم اطفال

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

ملک خلیل کے شہر دارالسلام میں بچوں نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ ۲۱ بجے اس میں شامل ہوئے۔ مضمون مختار رحمۃ اللعالمین اور عالم اطفال اور بجائے مضمون پڑھنے کے یہ قراردادیں ہوئی تھی کہ حاضرین میں سے ہر ایک اپنے فہم اور علم کے مطابق "محسن اطفال" سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خوبی یا آپ کی ایک ایسی بات جو مقرر کو پسندیدہ معلوم ہوتی ہو جلسہ میں بیان کرے۔ بشرطیکہ وہ بات بچوں کے متعلق ہو۔

تقریر پر سیدنت

سب سے پہلے پر سیدنت نے مختصر تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ آپ کی پیدائش شاہ عیسوی میں عرب کے ملک میں کہ معظ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام عبدالشہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ آپ کا نام آپ کے دادا عبدالمطلب نے محمد رکھا۔ آپ کی پیدائش سے چند روز پہلے آپ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ میرے اندر سے ایک نہایت چمکدار نور نکلا ہے۔ جس سے دور دراز تک کے ملک روشن ہو گئے ہیں۔ آپ کی پیدائش سے کچھ دنوں پہلے ہی آپ کے والد عبدالشہ فوت ہو گئے۔ اور اس طرح آپ یتیمی کا داغ لیکر ہی دنیا میں داخل ہوئے۔ پیدائش کے بعد آپ کو حلیمہ دانی کے سپرد کر دیا گیا۔ جو مکہ سے باہر کئی کوس میں رہا کرتی تھیں۔ ۵ سال تک آپ نے وہیں پرورش پائی۔ اس عمر میں آپ نے ایک دن دیکھا کہ دو فرشتے آئے۔ انہوں نے پکڑ کر آپ کو لٹا دیا۔ اور سینہ چاک کر کے دل کو صاف کیا۔ یہ نظارہ کشفی تھا۔ جسے دیکھ کر اور سترگہ لوگ ڈر گئے۔ اور دانی نے آپ کو مکہ میں لاکر آپ کی والدہ کے سپرد کر دیا۔ اس دانی اور اس کے فائدہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر خیال رکھا۔ اور ہمیشہ جب ملتے تو بہت بہت سلوک فرماتے۔ جنین کی لڑائی کے بعد اس کے قبیلہ کے چھ ہزار قبیلوں کو اسی رشتہ کی خاطر آزاد کر دیا۔ آپ چھ سال کے تھے۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی وفات پائی۔ اور آپ کو اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس رہنا پڑا۔ عبدالمطلب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ مگر دو سال بعد وہ بھی فوت ہو گئے۔ پھر آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ غرض آپ کی بچپن کی عمر صوبہ اور یتیمی کے مصائب میں ہی گذری۔ ذرا بڑے ہوئے تو اکثر بچے کے لوگوں کی بکریاں چرانے لگے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر

میں اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ ایک تجارت کے قافلہ کے ساتھ شام کی طرف بھی گئے۔ وہاں ایک عیسائی درویش نے آپ کے بعض حالات دیکھ کر یہ خیال کیا کہ یہی شخص بڑا ہو کر وہ نبی بننے والا ہے۔ جس کا ہمیں انتظار ہے۔ اس پر اس نے آپ کے چچا کو تاکید کی کہ آپ کی حفاظت کریں۔ اور یہودیوں کی شرارتوں سے ان کو بچائیں۔ آپ کے چچا ابوطالب کا بیان ہے۔ کہ میں نے کبھی آپ کو بچپن میں بھی جھوٹ بولتے یا بیہودہ سی اور بیوقوفی کا کام کرتے یا آوارہ لوگوں کے ساتھ پھرتے نہیں دیکھا۔ اسی طرح سوال کرنا آپ کو اتنا ناگوار تھا کہ کھانا بھی مانگ کر نہ کھاتے تھے۔ گھر والے دیکھتے تو کھایا کرتے تھے :-

بچپن کے حالات تو مختصراً یہ ہیں۔ بڑے ہو کر ۴۰ سال کی عمر میں دنیا کی ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے مقرر کئے گئے۔ ۳۳ سال مکہ میں رہے۔ پھر دشمنوں نے وہاں سے نہایت تنگ کر کے نکالا۔ تو مدینہ میں پناہ لی۔ ۱۰ سال وہاں رہ کر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جہاں اور تمام دنیا کے لوگوں کو آپ نے فائدہ پہنچایا ہے۔ وہاں بچوں پر بھی آپ نے بڑا احسان کیا ہے۔ اب میں نمبر دار حاضرین میں سے ہر ایک کو بلاتا جاؤں گا۔ تاکہ وہ آنحضرت کے متعلق ایک ایک بات جو آپ نے ہماری جماعت پر احسان کے طور پر کی ہو بیان کرے۔ اور اس طریقہ سے آپ کا شکر یہ ادا کرے۔ اور دوسروں کو آپ کی عظمت اور بزرگی سے خبردار کرے۔ اب آپ صلوات دائیں طرف سے نمبر دار باری باری اپنی تقریریں شروع کریں :-

:(۱):

نمبر ۱ نے بیان کیا کہ صاحبان میرے نزدیک ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم شان احسان یہ ہے کہ آپ نے دختر گمشدگی کی رسم کو دنیا سے دور کیا۔ یہ رسم نہ صرف عرب میں تھی بلکہ ہندوستان میں بھی موجود تھی۔ مفلسی یا غربت یا رسم و رواج کی وجہ سے معصوم بچوں کو نہایت ظلم سے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اور پھر اس پر فخر کیا جاتا تھا۔ میرے نزدیک آپ کا یہی ایک احسان ہم پر لیا دینی ہے کہ ہم اس کے بوجھ سے سر نہیں اٹھا سکتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

:(۲):

نمبر ۲ نے اٹھ کر کہا کہ صاحبان آنحضرت نے رہبانیت کو منع فرما کر نسل انسانی پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ سے پہلے دوسرے مذاہب اسپر بڑا زور دیتے تھے۔ اس سے نہ صرف یہ نقصان تھا۔ کہ قوم کے ایک حصہ کی نسل نہ چلتی تھی۔ بلکہ بہت بڑا نقصان یہ بھی تھا کہ بہترین حصہ کی نسل ضائع

ہو جاتی تھی۔ کیونکہ مذہب وہی لوگ بنتے تھے جو نیک عقلمند اور بزرگ ہوتے تھے۔ یعنی وہ لوگ جو ریاضتیں اور عبادتیں کر کے اپنے اخلاق اور عادات کو نہایت درجہ درست کر لیا کرتے تھے۔ اور بڑے اخلاق اور عادات اور خیالات سے پاک ہو کر اس بات کے لائق ہو جاتے کہ بہترین نسل انسانی کے باپ بنیں۔ اور اپنی خوبیاں آگے چلائیں سو یہی وجہ ہوئی کہ رفتہ رفتہ ان مذاہب میں سے نیک لوگ مفقود ہوتے چلے گئے۔ بر خلاف اس کے اسلام میں یہاں منع ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں برابر نیک اور بزرگ اور پاک لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر ویسی ہی نیک نسل آگے بھی چلاتے ہیں۔ دیکھو میرے پر داد ایک ولی اللہ تھے اگر آنحضرت کا صریح حکم اس بارہ میں نہ ہوتا تو دیگر عام اہل مذاہب کی طرح وہ نکاح کرتے نہ اولاد کے لئے کوشش کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ آج میرا وجود دنیا میں نہ ہوتا۔ اس لئے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہی پڑھتا رہتا ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم :-

:(۳):

نمبر ۳ نے اٹھ کر کہا۔ کہ صاحبان میں آنحضرت سے اس لئے محبت رکھتا ہوں۔ کہ صرف انہوں نے ہی ایسی دعائیں اور طریقے سکھائے ہیں۔ جن سے آئندہ آنے والی اولاد نیک اور پاکیزہ ہو سکتی ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے۔ کہ آپ نے حکم دیا ہے۔ کہ فائدہ اور بی بی اگر اولاد کے ہونے سے پہلے یہ دعا کی کریں۔ کہ اللہم جنبنا من الشیطن و جنب الشیطن ما ستر قنا۔ یعنی اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہماری پاپ ہونے والی ہے۔ اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔ تو آئندہ کے نفس سے اس بچے میں جو ایسی دعاؤں کے بعد پیدا ہو شیطنت اور گندی باتیں نہیں ہوتیں۔ اور وہ نیک بچہ ہوتا ہے۔ پس ایسا شخص جو اپنی اسنت کے بچوں کا اتنا خیر خواہ ہو کہ وہ نیک ہو جائیں۔ اور بچران کے لئے دعا کا حکم ماں باپ کو دینا ہو۔ میں ایسے شخص کو بچوں کا بڑا بھاری محسن مانتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ صلی اللہ علیہ وسلم

:(۴):

نمبر ۴ نے کہا میں آنحضرت کو بچوں کا محسن اس وجہ سے بھی مانتا ہوں کہ آپ نے فتنہ کا رواج اپنی امت میں جاری میرے اباؤ ائمہ ہیں۔ وہ اکثر سنایا کرتے ہیں۔ کہ فتنہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں بعض بڑی بڑی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بعض بچوں میں بعض افضاتی عیب بھی ختم نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کا یہ احسان مانتا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہتا ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم :

:(۵):

صاحبان! میں اس وجہ سے آنحضرت سے محبت کرتا ہوں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر مولا اور اولاد کو دیکھ یعنی اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اور مذاہب کے لوگ اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں۔ کھانے پینے اور آسائش کا خیال رکھتے ہیں۔ مگر ان کی عزت نہیں کرتے۔ بچوں کو ہمیشہ ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ جو شخص بچوں کی عزت کرے گا وہ ان میں ادب اور لیاقت اور خودداری پیدا کریگا۔ ان کو تعلیم بہتر سے بہتر دیگا۔ ان کو عقل سکھائے گا۔ ان کو حیوان نہیں سمجھیں گے۔ بلکہ انسان کا سلوک ان کے ساتھ کریگا۔ پس میں اس عزت کی وجہ سے جو آنحضرت نے بچوں کو دی ہے۔ آپ سے محبت کرتا ہوں اور دل و زبان سے کہتا ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم :

:(۶):

صاحبان! میں آنحضرت کو اس وجہ سے بھی عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ اپنے چھوٹے بچوں کو بھی والدین کے ورثہ کا مالک قرار دیا ہے۔ آپ سے پہلے عرب میں یہ دستور تھا۔ کہ بڑے لڑکے ساری جائداد لے کر الگ ہو جاتے اور چھوٹے بھوکے مرتے پھرتے۔ اب بھی یورپ میں بڑا لڑکا ساری جائداد کا وارث بن جاتا ہے۔ اور چھوٹے اس کے دست نگر ہوتے ہیں۔ یا فاقہ کشی کرتے ہیں۔ یہ آنحضرت کا بڑا احسان ہے۔ کہ آپ نے ساری اولاد کو والدین کا وارث بنایا۔ اور ان میں تفریق نہ کی۔ چونکہ میں بھی اپنے بہن بھائیوں میں چھوٹا ہوں اور والد مرحوم کے ورثہ کا برابر کا حقدار ہوں۔ اس لئے اس کو آنحضرت صلعم کا ہی احسان سمجھتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم :

:(۷):

صاحبان! میں آنحضرت کا ایک عظیم الشان احسان یہ بیان کرتا ہوں۔ کہ آپ نے نہایت تاکید کی ہے۔ کہ اپنی لڑکیوں کی تربیت اچھی کرو۔ اور ان کو علم پڑھاؤ۔ تاکہ آئندہ نسلیں اچھی پیدا ہوں اور نیک تعلیم یافتہ مائیں اپنی اولاد کو عمدہ شہری اور با اخلاق انسان بنا سکیں۔ میرا نانا بڑے دیندار اور ہمیشہ پر عمل کرنے والے آدمی تھے۔ اس حکم کو پڑھ کر انہوں نے میری والدہ یعنی اپنی بیٹی کی خاص طور پر تعلیم و تربیت کی۔ اور اب میری والدہ نہ صرف میرے لئے باعث رحمت ہیں۔ بلکہ محلہ کے بہت سے بچوں کو علم کی دولت سے مالا مال کر رہی ہیں۔ چونکہ یہ مجھ پر بھی احسان ہے۔ اس لئے میں دل سے آپ پر درود بھیجتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں
اللَّهُمَّ مِثْلَ عَلِيِّ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

:(۸):

صاحبان! آنحضرت کا ہم پر یہ احسان ہے۔ کہ پیدائش کے بعد بھی آپ نے بچوں کی بہتری کے لئے امت کو دعائیں کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور بعض دعائیں خود سکھائی ہیں۔ میرے ابا جان جب دعا کرتے ہیں۔ تو ہم سب بھائی بہنوں کے لئے بھی اس وقت وہ دعا کرتے ہیں۔ اور ہم لوگ ان دعاؤں کا اثر اپنی طبیعت اور دل پر محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دعا کیا کرتے ہیں۔ کہ اللھم اجننی وبنی انت نعبد الا صنم اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی اور شرک سے بچا۔ سر بنا ومن ذریتنا امة مسلمة لك (اے رب میری اولاد میں ہمیشہ تیرے فرمانبردار لوگ پیدا ہوتے رہیں)۔ سب اجعلنی مقیم الصلوة ومن ذریتنی (اے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز کی باقاعدہ پابندی کی توفیق دے)۔ سر بنا حسب لنا من ازواجنا وذریرنا اتنا حرة اعین واجعلنا للمتقین اماما (اے رب ہمارے بی بیوں اور بچے ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔ اور ہم کو پرہیزگاروں کا لیڈر بنا دے)۔ غرض یہ دعائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مسلمانوں کو سکھائی گئیں اور جنہیں اپنے بچوں کے لئے اکثر مسلمان توجہ اور درود کے ساتھ مانگتے ہیں۔ یہ آپ کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ اور آپ اس بات کے مستحق ہیں کہ ہم لوگ بھی کہا کریں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

:(۹):

صاحبان! میں ایک یتیم لڑکا ہوں۔ اور مجھ پر آپ لوگوں سے بھی زیادہ آنحضرت کا احسان ہے۔ میرا متولی جو میری پرورش کرتا ہے۔ وہ ایک نیک آدمی ہے۔ اور مجھ کو اپنے بچوں کی طرح رکھتا ہے۔ جب کوئی شخص گھر میں سے مجھ کو لاتا ہے۔ تو میرا مربی فوراً ان کو منع کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ دیکھو قرآن میں حکم ہے۔ فاما الیتیم فلا تنفر۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ یتیم کی دجوئی کرو۔ افاذوا کما فعل الیتیم لکھا یتن (تین اور یتیم کی پرورش کرنے والے جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے)۔ پس آپ کی تعلیم اور فرمان کی وجہ سے مجھے اس کے پاس سب آرام مل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آنحضرت کی یتیم پر دردی مشہور ہے۔ وہ در یتیم خود بھی منتہی کی معیتوں میں گزر چکا تھا۔ تمام دنیا کے یتیموں کا محسن ہے۔ شمال الیتامی عصمتہ اللہ راحل صلی اللہ علیہ وسلم

:(۱۰):

صاحبان! میں آپ کو آنحضرت کا ایک احسان بتا رہا ہوں جو ہم لڑکے لڑکیوں پر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کلکھ سراج و کلکھ مسنون عن سرعیتہ یعنی اے لوگو تم میں سے ہر شخص

لڑکا اور لڑکی بان ہے۔ اور ہر ایک اپنی رعیت کا خدا کے روبرو جوابدہ ہے۔ اس ارشاد سے آپ نے ہر ماں ہر باپ ہر بھائی ہر چچا ہر دادا فاندان کے ہر بڑے بزرگ اور ہر استاد کے ذمہ یہ لگا دیا ہے۔ کہ تم بچوں کے اخلاق اور عادات اور نگرانی اور تعلیم کے خدا کے روبرو ذمہ دار ہو۔ تم سے سوال کیا جائیگا۔ کہ کیوں ان میں فلاں بڑی پیدا ہوئی۔ اور کیوں فلاں نیکی ان میں موجود نہیں۔ اور کیوں باوجود اہلیت کے فلاں قسم کی ترقی انہوں نے نہیں کی۔ اور کیوں باوجود مقدرت کے تعلیم ان کے مناسب حال ان کو نہیں دی گئی۔ غرض یہ ذمہ داری جو آپ نے ہر ادنیٰ والدین اور بزرگوں پر لگائی ہے۔ اس میں تمام بچوں کا فائدہ اور بہبودی ہے۔ پس اس جامع اور دائمی حکم کی وجہ سے ہم سب آپ کے احسان کے بوجھ کے نیچے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم :

:(۱۱):

صاحبان! میں اس وقت آنحضرت کا ایک احسان بیان کرتا ہوں جو نہ صرف عام ہے۔ بلکہ مجھ پر بھی خاص ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے متبنی بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کے لڑکے کو اپنا بیٹا نہیں بنا سکتا۔ مجھ تو اس سے یہ فائدہ پہنچا ہے۔ کہ میرے چچا بڑے مالدار آدمی ہیں۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔ ان کی بیوی نے بہت چاہا۔ کہ کسی طرح اپنی برادری کے ایک لڑکے کو بیٹا بنالیں۔ اور سب جائداد اس کے نام لکھ دیں۔ اور شرعی داروں کو محروم کر دیں۔ مگر میرے چچا مسلمان آدمی ہیں۔ انہوں نے بہت سے مولویوں سے نتونی لیا۔ مگر کسی نے اجازت نہ دی۔ اور یہی کہا کہ اسلام میں متبنی ناجائز ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے کسی کو متبنی نہیں کیا۔ اور ہم جوان کے جائز وارث ہیں اپنے حقوق سے محروم نہیں ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

:(۱۲):

صاحبان! میں نے آنحضرت کا ایک ذکر سنا ہے۔ اور اس کی وجہ سے مجھے آپ سے بہت محبت پیدا ہوئی۔ وہ آپ کا ایک حکم ہے۔ جو کمال عدل اور انصاف پر مبنی ہے ایک صحابی نے اپنے ایک لڑکے کو کچھ مال دیا اور آنحضرت کے پاس آکر عرض کیا۔ کہ یا حضرت آپ گواہ رہیے۔ میں نے اپنا یہ مال اس بیٹے کو دیدیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے اتنا ہی مال اپنے دوسرے سب بچوں کو بھی دیا ہے یا نہیں؟ ان صحابی نے کہا کہ حضرت نہیں صرف اسی کو دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر میں ظلم کے کام پر گواہ نہیں بنتا۔ اب دیکھو اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ بچوں پر ان کے والدین سے بھی زیادہ جہربان تھے۔ آپ اس بات کو

ظلم قرار دیتے ہیں۔ کہ کسی خاص بیٹے کو کچھ دیا جائے۔ اور دوسروں کو اتنا نہ دیا جائے۔ دنیا میں بہت سے ماں باپ ایسے ظلم میں مبتلا ہیں اور ان کے خیال میں بھی کبھی نہیں آتا کہ ہم دوسروں کی حق تلفی کر رہے ہیں۔ یہ آنحضرت ہی تھے جنہوں نے دنیا کو ایسے ظلموں سے آگاہ کیا۔

میری والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ ہمارے والد کی دوسری شادی سے میرے دو بھائی ہیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ بائو دوسری بیوی کے بچوں کے نام ہمہ کر دیں۔ مگر خدا بھلا کرے ایک سو بیوی کا جنہوں نے ان کو یہ واقعہ آنحضرت کا سنایا۔ سنکر انہوں نے اپنا ارادہ منسوخ کر دیا۔ اور اب کہتے ہیں۔ کہ میں سارے لوگوں کو برابر کا حصہ لکھ دوں گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

:(۱۳):

صاحبان! آپ جانتے ہیں۔ کہ میں ایک دکان پر ملازم ہوں۔ غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ تقریباً روز مار کھاتا ہوں۔ اور جھوٹی یا جرمانہ تو معمولی بات ہے۔ ایک دن مسجد میں وعظ ہو رہا تھا۔ میں نے وہاں سننا کہ آنحضرت کے پاس ایک لڑکا خادم تھا۔ اس کا نام انس تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس کا تھا۔ جب آنحضرت کے پاس میری والدہ نے مجھے چھوڑا اور قریباً آٹھ برس یعنی آپ کی وفات تک میں آپ کے پاس رہا۔ مگر اس سارے عرصہ میں کبھی آپ نے مجھ سے یہ نہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا۔ یا کھوا نہیں کھا۔

میں آپ کو یہ حال سن کر حیران ہی ہو گیا۔ کہ ایک میں ہوں کہ دن بھر میں آنحضرت اپنے آقا سے پیتا ہوں۔ اور ایک وہ آقا ہے کہ جس کے نوکر نے ۸ سال میں ایک دفعہ ہون بھی نہیں سنی۔ میرے دل میں آپ کی نسبت بے اختیار محبت اور عزت کا جذبہ پیدا ہوا۔ میری آنکھوں میں اس وقت آنسو تھے اور میری زبان پر تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

:(۱۴):

صاحبان! میں اپنی ماں کا اکیلا بچہ ہوں۔ میرے بعد تین بہن بھائی اور پیدا ہوئے۔ مگر سب فوت ہو گئے۔ آخری بچہ جو میرا بھائی تھا وہ حال ہی میں فوت ہوا۔ میری ماں کو ان سے درپے موتوں سے سخت صدمہ پہنچا۔ وہ ہر وقت رزقی رزقی کہتی تھیں۔ اور غم کے مارے ان کا کھانا پینا تک چھٹ گیا تھا میں اپنی ستمی کے موافق بہت تسلی دینا اور ان کو کتا میں اور کہا نیان پڑھ کر سنانا۔ اور ان کا جی بہلانے کی کوشش کرتا۔ اسی طرح ہمارے اور رشتہ دار بھی کوشش کرتے۔ مگر ان کا غم کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔ آخر ہمارے ایک بزرگ رشتہ دار ایک دن ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اور انہوں نے میری والدہ کے روبرو بیان کیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کے

تین بچے چھوٹی عمر میں مر جائیں۔ اور وہ صبر کرے تو اس کی جنت کی ضمانت میں لیتا ہوں۔ اس پر ایک بی بی نے پوچھا کہ یا حضرت جس کے دو مر جائیں آپ نے فرمایا۔ وہ بھی جنت میں جائیگی۔ پھر وہ بولی کہ حضرت جس کا ایک ہی بچہ مر جائے آپ نے فرمایا۔ وہ بھی۔ جب سے آنحضرت کا یہ شفقت بھرا تسلی دینے والا کلام میری ماں نے سنا ہے۔ اس وقت سے ان کے دل کو صبر آ گیا۔ اور وہ حالت جاتی رہی۔ اور ہم سب ان کے صبر کی وجہ سے شکر گزار ہیں۔ واقعی جیسا کہ کھیلے نوشتوں میں تھا سچی تسلی دینے والا یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

:(۱۵):

صاحبان! میں آنحضرت کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جس سے آپ کی شفقت بچوں کے ساتھ معلوم ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کے پاس آپ کے فاندان کے بچے آئے۔ آپ نے ان کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور ان کو پیار کیا۔ ایک بددو وہاں بیٹھا تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگ تو اپنے بچوں کو اس طرح پیار نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا۔ بھائی اگر خدا نے ہی تمہارے دلوں سے رحم کو نکال دیا ہے۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ صلی اللہ علیہ وسلم

:(۱۶):

صاحبان! آپ جانتے ہیں کہ اکثر بچے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور بچپن کی عادت پھر بڑے ہو کر بھی نہیں چھوڑتی اور یہ جھوٹ اکثر ماں باپ خود سکھاتے ہیں۔ پھر جب بچہ خوب جھوٹ بولنے لگتا ہے تو حیران ہو کر کہتے ہیں۔ کہ خبر نہیں اسے جھوٹ کی عادت کس نے لگا دی۔ ایک دفعہ آنحضرت ایک بھائی کے ہاں گئے۔ وہاں ان کی بی بی اپنے بچہ کو بلارہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ یہاں آؤ۔ تو میں تمہیں کچھ دوں۔ آنحضرت نے پوچھا تم اسے کیا دو گی؟ عرض کیا کہ چھوڑا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم بچوں سے دعویٰ کرو گی۔ اور بچران کو کچھ چیز نہ دو گی۔ تو ایک جھوٹ کا گناہ تمہارے اعمال نامہ میں لکھا جائیگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم اگر والدین بچوں سے جھوٹ نہ بولیں۔ تو دنیا میں جلد ایک راست باز قوم پیدا ہو جائے۔

:(۱۷):

صاحبان! ہماری ایک کتاب میں آنحضرت کے بچپن کا ایک واقعہ لکھا ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر طفل اپنے زمانہ کے رواج اور اپنی قوم کی عادات کے آپ کس قدر حیا دار اور شرم والے تھے۔ ایک دفعہ مکہ میں کعبہ کی مرمت پر مشرکے لوگ پتھر وغیرہ ڈھور رہے تھے۔ آپ بھی چند نو عمر لڑکوں کے ساتھ اس کام میں لگے ہوئے تھے۔ اس وقت

ان سب نے اپنے تہ بند اتار دئے تھے اور ننگے یہ کام کر رہے تھے۔ اور کپڑا اپنے مونڈھوں پر ڈال لیا تھا۔ کہ پتھر دس چھل نہ جائے۔ اس سارے گروہ میں صرف ایک ہی حیا دار لڑکا تھا جو تہ بند باندھے تھا۔ اور برہنہ نہ تھا۔ اور وہ پتھر تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

:(۱۸):

صاحبان! آنحضرت کی مسجد میں ایک زمانہ میں عورتیں بھی نماز کے لئے آیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ میں نماز کو لمبی کرنا چاہتا ہوں۔ مگر بیچے سے کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی ہے۔ وہ سکر میں نماز مختصر کر کے عبدی ختم کر دیتا ہوں۔ تاکہ بچہ کو اور اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم

:(۱۹):

صاحبان! عیسائی کہتے ہیں۔ کہ انسان پیدا انشی گناہ گار ہے۔ اور ہندو کہتے ہیں کہ وہ اپنے بچھلے گناہوں کی سزا میں اس دنیا میں آیا ہے۔ ہر حال بچہ گناہ گار ہے۔ آنحضرت نے اس معیبت کو ہم پر سے دور کیا۔ اور فرمایا کہ کل مولود یولد علی الفطرة فامواه یهودا نہ او نصرانیہ او یمجسانہ۔ یعنی ہر بچہ معصوم اور دین نطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین یا مرنی اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ یہ آپ کا ہم پر کتنا احسان ہے۔ کہ انسانی بچہ کو بے گناہ اور فطری معصوم قرار دیا۔ اور اس بڑی ڈھارس دی۔ کہ کفر اور گناہ دوسروں کے اثر اور صحبت سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان کا اپنا فائدہ نہیں ہے۔ اور اس طرح ہم کو اپنے پر اعتماد پیدا کر دیا۔ اور ہدایت حاصل کرنے کا راستہ کھول دیا۔ اور ایک معیبت کو جو جو دوسرے مذاہب نے ہمارے سر پر رکھا ہوا تھا۔ اسے بالکل اتار کر پھینک دیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

:(۲۰):

صاحبان! میں آخری سفر ہوں۔ اس لئے آخرہ کا مضمون ہی بیان کروں گا۔ آنحضرت سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ چونکہ جہنم مرجاتے ہیں۔ ان کا کیا حشر ہو گا؟ آیا وہ جنت میں جائیں گے۔ یا دوزخ میں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حشر کے میدان میں ان کو موقع دے گا۔ اور ان کیلئے وہیں نبی مبعوث کیا جائے گا پھر جو اس کو قبول کر لیں گے وہ جنت میں جائیں گے۔ کیونکہ عذاب نہیں دیا جائیگا۔ جب تک اتمام حجت نہ ہو۔ اور جو چھوٹی عمر میں مر گیا اس پر اتمام حجت کہاں ہوتی۔ پس یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ وہ اس جہان میں بھی نبی مبعوث کرے گا۔ اور رحمت کا ہاتھ پھیلائیگا۔ تاکہ لوگ نجات حاصل کر سکیں۔ یہ علم بھی ہم کو آنحضرت کی معرفت ہی حاصل ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

پریسڈنٹ کی آخری تقریر

صاحبان! اب میں اس جلسہ کو برخواست کرتا ہوں۔ اور جانے سے پہلے ایک ضروری بات جو میرے خیال میں آئی ہے۔ اس کو بیان کر دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں اپنے تین چار ساتھیوں کو جانتا ہوں جن کو آنحضرت مسلم کے ایک حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے سخت جسمانی نقصان پہنچ چکے ہیں۔

رام چند کو مارنے کے ایک سخت حکم پر مارا۔ دو دانت نکل پڑے۔ اور ہمیشہ کے لئے بد شکل ہو گیا۔ اور انفا بھی صحیح نہیں بول سکتا۔ پال کو اس کے باپ نے تھپڑ مارا۔ کان کا پردہ پھٹ گیا۔ خون بہنے لگا۔ پھر پیپ آتی رہی۔ پھر بہا ہو گیا۔ نتھو کو اس کے چچا نے منہ پر بید مارا۔ بد قسمتی سے آنکھ پر لگی۔ ڈیڈ پھٹ گیا۔ اب بچا کا نا ہو گیا ہے۔ رام سنگھ کو اس کے محلہ کے آدمی نے کٹی تھپڑ اور کئے منہ پر مارے۔ اب یہ ہو گیا ہے کہ دو سال اس واقعہ کو ہو گئے۔ رملخ خراب ہو گیا ہے۔ ذہن کند ہو گیا ہے۔ عقل کم ہو گئی ہے۔ پڑھا لکھا یا نہیں رہتا۔ نہایت ذہین اور ہوشیار لڑکا تھا۔ جو بیوقوف اور کند ذہن ہو گیا اور دماغ منتقل طور پر خراب ہو گیا۔

یہ سب نتیجے ہیں منہ پر مارنے کے۔ آنحضرت نے منع فرمایا ہے کہ کبھی چہرہ پر نہ مارو۔ پس اگر لوگ اس ہدایت اور رحم کی تعلیم پر عمل کریں۔ اور بچوں کے منہ پر نہ مارا کریں۔ تو بہت سے حادثوں سے نجات ہو سکتی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے درد و غم رہتے ہیں اور جلد کو ختم کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا ہم کو آنحضرت کی پیروی کی توفیق دے۔ اور آپ کی محبت ہمارے دلوں میں زیادہ ہو۔

اللہ تعالیٰ علی محمد و آلہ و صحبہ و سلم و علیہم السلام

لندن میں عیدِ صحنی

احمدی مبلغ مولوی عبد الرحیم صاحب اکاٹا

لندن سے مولوی عبد الرحیم صاحب دہ دایم لے امام مسجد احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے نام مندرجہ ذیل برقی پیغام رقم جون ۱۹۲۷ء کو بھیجا ہے۔

سکل یہاں عید منائی گئی۔ ساتھ آدمی نماز عید میں شامل ہوئے۔ دوپہر کے بعد مسٹر ڈینیسن اس (پریزیڈنٹ کانفرنس مذاہب لندن) نے اسلام پر ایک لیکچر دیا۔ اور اتنا سائے لیکچر میں حضور کے مذہبی کانفرنس میں حصہ لینے کے متعلق نہایت ہی

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا نتیجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سال ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے ۲۶ طلباء انٹرنس کے امتحان میں شریک ہوئے تھے جن میں سے بفضل خدا ۱۶ پاس ہوئے۔ اور نتیجہ ۶۲ فیصدی رہا۔ اس لحاظ سے کہ ہمارے سکول میں ایسے لڑکے بھی ہوتے ہیں۔ جو باہر سے نہایت کمزور حالت میں آکر داخل ہوتے ہیں۔ نتیجہ تسلی بخش ہے۔ مقامی آریہ سکول کے صرف آٹھ طلباء بیٹل میں سے پاس ہوئے ہیں۔

جناب قاضی محمد عبدالمد صاحب ہیڈ ماسٹر اور دیگر منتظمین اس کوشش میں ہیں کہ نتائج اس سے بھی بہتر اگلے سال نکلیں اور ہمیں امید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سکول ہر سال سے ترقی کرتا جائے گا۔

ذیل میں اس سال پاس ہونے والے طلباء کے نام مع حاصل کردہ نمبروں کے درج کئے جاتے ہیں۔

۱	الہی بخشش	۲۷۹	۲	عطاء اللہ	۲۶۶
۳	محمود احمد	۳۲۲	۴	بشیر احمد	۲۳۱
۵	عطاء السرفاں	۴۱۶	۶	مرزا محمد اسلم حیات	۲۶۸
۷	مرزا منصور احمد	۳۸۰	۸	عبدالرب پٹھان	۳۲۶
۹	عبد السرفاں	۴۳۳	۱۰	ہر بخش سنگھ	۲۶۶
۱۱	فیض احمد	۳۶۲	۱۲	چوہدری عبدالمد	۴۰۵
۱۳	محمد رفیع	۳۳۶	۱۴	سورج سنگھ	۳۷۸
۱۵	عبدالرشید	۳۹۳	۱۶	چراغ دین	۳۰۸

تعلیمت امیر القادسیں ذکر کیا۔ سر ایڈورڈ میکلیگن صاحب ہائیڈ (سابق گورنر پنجاب) نے اپنی تقریر میں ہماری جماعت کی خدمات اور ہمارے خیالات کی وسعت کی تعریف کی۔ مسٹر عبدالمد یوسف علی (سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور) اور سری حضور مہاراج صاحب بر دو ان نے انگلستان اور ہندوستان میں ہمارے کام کے متعلق پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ میں نے حاضرین سے خان صاحب فرزند علی صاحب کا تعارف کرایا اور ان سے خان صاحب موصوف کے ساتھ تعاون کرنے کی درخواست کی۔ سر ایڈورڈ میکلیگن نے میری داپسی کے متعلق رپورٹ کا اظہار کیا۔ اور خان صاحب کو اپنی بہرہ داری کا یقین دلایا۔ عید کے موقع پر ۱۵۰ ممتاز اور نامور آدمیوں کا مجمع تھا۔ جن میں وائی کونٹ این بی اور ان کی محترم بیگم صاحبہ اور لارڈ لے اور پارلیمنٹ کے ممبر شامل تھے۔

مغز معاشرہ ہم نام کا تذکرہ

(پتہ):

صوبہ متحدہ کا معزز روزانہ اخبار ہمد جس علمگی اور خوبی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اور مقدس سیرت پر لیکچر دینے کیلئے، ار جون کے جلسوں کو کامیاب بنانے اور خاص کر مسلمانان لکھنؤ کو اس مبارک کام کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ اور سرور عالم سے محترم ایڈیٹر صاحب ہمد کے انخاص اور محبت کا بہت بڑا ثبوت۔ اس وقت مسلمانوں کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے ایسے ہی شخص اور سرور عالم کی ضرورت ہے۔ ہم لکھنؤ کے ان معزز ترین کا بھی تہ دل سے تذکرہ ادا کرتے ہیں۔ جو ار جون کے جلسہ کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اور ان کی دینی جمیعت کو قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ دیگر مقامات کے مسلمانوں کو بھی ان کی تقلید کرنی چاہیے۔

اسی سلسلہ میں ہم جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر مشرقی ایڈیٹر صاحب اخبار انقلاب۔ اور ایڈیٹر صاحب اخبار دیکھل کے بھی تہ دل سے ممنون ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

آہستہ آہستہ ضرورت ہے

ایسے ٹڈل ڈائرنس پاس طلباء کی جو بیلوسہ و حکمہ نہرو وغیرہ میں ملانے کے خواہشمند ہوں مفصل حالات ۲ کے ٹکٹ بھیج کر معلوم کریں

حیات نگر ایجاو

یہ جوڑیاں ایک خول کی صورت میں بھی بن سکتی ہیں۔ اس خول کے اندر کی عمدہ جوڑیاں لگی ہوتی ہیں۔ ہاتھوں میں سفور جو بھونچا معلوم ہوتی ہیں کہ دیکھنے والوں کے دل بیتاب ہو جاتے ہیں۔ چاندنی میں وہ بہا دکھاتی ہیں کہ ہاتھوں پر نور برستا ہو۔ روشنی میں چمک نک کی اس قدر تیز کر کے پیدا ہوتی ہے کہ نظر نہیں ٹھہر سکتی۔ ان کا رنگ بے پناہ شیش سونے کے قائم رہتا ہے۔ قیمت ایک بارہ جوڑیاں صرف ایک روپیہ ۱۰ ملاوہ (ایس کے انڈیا ایجنٹ کو ملتا ہے) دہلی

ضرورت ہے

ہر شہر و قصبہ میں ایک نیشن کی ضرورت ہے۔ تنخواہ معقول دی جاوے گی۔ مفصل حالات دو آڈ کے ٹکٹ بھیج کر معلوم کریں۔

ایجنٹ جاتی سیکورٹی سٹریٹ دہلی

(تہنات کی صورت کے ذمہ دار خود شہر میں نہ کر انٹرنس (ایڈیٹر)

ہندستان کی خبریں

شمارہ ۸ - جون - حکومت پنجاب نے ایک سوکری اعلان شائع کیا ہے۔ ملک پوزیشن انبار کے فساد کی تفصیل ہے۔ یہ فساد ایک ایسی گانے کی قربانی کرنے سے روٹا ہوا جس کی اجازت ڈپٹی کمشنر سے لی گئی تھی۔

سب ڈویژنل افسر نے سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اڑھائی بجے کے قریب ایک سو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ سب ڈویژنل افسر مدیج کی حفاظت کر رہے تھے۔ وہ پریس فوراً موقع پر پہنچے اور متخاصمین کو منتشر ہوجانے کی ترغیب دیتے رہے۔ لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر کار اس مجمع کو خلافت قانون قرار دیکر منتشر ہوجانے کا حکم دیا۔ جب اس حکم کی کسی نے تمہیں نہ کی تو قریب ایک سو گز کے فاصلے سے آپ نے گولی چلانے کا حکم دیا۔ گولی چلنے پر کچھ بھاگ پڑے مسلمانوں نے ان کا تائب کیا۔ لوگ دوبارہ جمع ہو گئے۔ اور لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ سب ڈویژنل افسر نے مکر فرار کرنے کا حکم دیا۔ سکھوں کی ایک جماعت پر جو گاؤں میں داخل ہونے کی دھمکی دے رہی تھی۔ تیسری دفعہ گولی چلانے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اس کارروائی سے چار آدمی مارے گئے۔ کل دس آدمی مقتول ہوئے۔ انہیں چھ سو دو مسلمان ایک عیسائی اور ایک ہندو شامل ہیں۔ نو مجروحین ہسپتال میں داخل کئے گئے۔

لاہور ۱۰ جون - ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ لاہور میں ایک پٹھان نے ہزار روپے میں ایک ہیرا فروخت کیا تھا۔ جس کی قیمت تیس لاکھ روپے سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ پڑیس پشاور سے فروخت کنندہ پٹھان کو گرفتار کر کے لائی۔ پٹھان کا بیان ہے۔ کہ اس نے یہ ہیرا ایک افغان شہزادہ کی جائداد سے اس وقت لوٹا تھا جب تاجدار افغانستان نے اس کے مکان اور جائداد کی لوٹ کا عام حکم دیدیا تھا۔ استغاثہ کا بیان ہے۔ کہ یہ ہیرا افغانستان کے شاہزادہ نصر احمد خان کی ملکیت تھا۔ ملازم چرا کر لے آیا۔ اور یہاں فروخت کر گیا۔ سفیر کابل نے اس بیان کی تصدیق کی تھی۔ ملازم حوالہ میں ہے۔ اور تحقیقات جاری ہے۔

پشاور ۶ جون - چند روز ہوئے کہ شہر پشاور کے قریب ایک گاؤں میں نواب خان نامی ایک مشہور مفرد کی گرفتاری عمل میں آئی۔ اس شخص کو فرما ہوئے بارہ سال ہو گئے تھے۔ تین تین مرتبہ رسالہ اور بارڈر پولیس کے سینکڑوں سواروں نے اسے گرفتار کرنے کی غرض سے حلقہ میں محصور بھی کر لیا۔ لیکن گرفتار نہ کر سکے۔ گرفتاری کے بعد ڈپٹی کمشنر کے سامنے اسے پیش کیا گیا تو اس نے مفرد سے پوچھا کہ تم تو بڑے بہادر اور دلور تھے۔ اس کے کیسے گرفتار ہو گئے۔

ملازم نے بڑی دلیری سے جواب دیا۔ کہ جس طریقہ سے مجھے گرفتار کیا گیا۔ وہ انتہا درجہ کا بزدلانہ ہے۔ میں اس پر فخر کرتا ہوں۔ اب بھی مجھے میری بندوق اور کار تو سوں کے لئے دیکھو۔ اور پورے رسالے کو میرے پیچھے چھوڑ دو۔ اور دیکھو کہ کون مجھے گرفتار کر سکتا ہے۔ ان الفاظ کے سننے پر ڈپٹی کمشنر بڑا اثر ہوا۔ اس نے اپنی جیب سے ملازم کو دس روپے انعام دیا۔

دہلی ۹ جون - حکومت پنجاب نے میا نوالی۔ جھنگ، گورگاؤں، ٹوبہ غازی خان، کانگرہ، شملہ، انبالہ مظفر گڑھ اور حصار کو تلوار کے لائسنس سے بالکل مستثنیٰ کر دیا ہے۔ اور باقی اضلاع کے لئے بھی بہت نرم شرائط مقرر کی ہیں۔

بہمصر ریاست کو معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبیات متحہ کی ایک ریاست کے نواب صاحب نے اپنے ولیعهد کو مجبور کر کے اس کی بیوی کو طلاق دلوادیا اور طلاق کے بعد اس عورت سے جو اس کی لڑکیوں کی حیثیت رکھتی تھی خود نکاح کیا۔

سہارنپور ۹ جون - رام پور منہاراں میں ایک طوفان زور سے آیا۔ نہ معلوم کس وجہ سے آگ لگ گئی۔ جس سے تقریباً ۳۵ مکانات جل کر خاک ہو گئے ہیں۔ ۹ جانیں تلف ہوئی ہیں۔

مدراں ۷ جون - وسطی ٹراڈنگ کے ایک گاؤں میں ایک ایسی ہییب آواز آئی جو آج تک کسی نے نہیں سنی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین سے پانی کا ایک تودا پھوٹ پڑا جو مینٹل سے تیس فٹ اونچا تھا۔ یہ تودا چادل کے ایک کھیت میں کئی سنٹ تک اسی حالت میں قائم رہا۔ ہوناک آواز سنائی دیتی رہی۔ اس شور کو سن کر بہت سے آدمی جمع ہو گئے لیکن سوائے اس کے انہیں اور کچھ دکھائی نہ دیا۔ کہ موقع پر کوئیں کی مانند ایک گہرا گرجھا ہو گیا تھا۔

حضور نظام حیدر آباد نے بلکہ کپٹی کے پاس ایک یادداشت ارسال فرمائی ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ حیدرآباد کے ساتھ بجائے اس قسم کے بڑناؤ کے جو ہندوستان کی متحدہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے ساتھ بحالت موجودہ کیا جاتا ہے۔ حکومت برطانیہ اور حکومت نظام کے مالی اور سیاسی تعلقات اس قسم کے ہونے چاہئیں۔ جیسے کہ حکومت برطانیہ کے دیگر آزاد ممالک افغانستان اور ایران وغیرہ سے ہیں۔

نرن راجستھان کا بیان ہے۔ کہ ۳۰ مئی کو جوڈو میں بھی بقرعید کے روز فساد ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک مسلمان ایک بکری بازار سے لارہا تھا۔ ہندوؤں نے مزاحمت کی۔ پولیس بکری کو کوٹوالی نے گئی۔ ۲ ہزار مسلمان

جمع ہو گئے۔ اور بکری کا مطالبہ کرنے لگے۔ پولیس کی امداد کے لئے ریاست کا رسالہ بھی پہنچ گیا۔ جس نے بیڑوں کی نوکوں سے مسلمانوں کو منتشر کیا۔ کئی مسلمان زخمی ہوئے۔

راولپنڈی ۷ جون - نوان شہر کے شمال و مشرقی کونے پر ایک نوجوان کسان کو توپ کا ایک گولہ سے چاند ماری کی مشق کے بعد توپ فائدہ غلطی سے چھوڑ گیا تھا پڑا ہوا تھا۔ نوجوان نے اسے اٹھایا اس کے اٹھاتے ہی رگڑ سے آتشیں مادہ بیٹھک اٹھا۔ اور فوراً نوجوان کے گھر سے اڑ گئے گوشت اور ہڈیوں کے متفرق اجزاء متفرق مقامات سے دستیاب ہوئے۔ تاہم بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پورے اجزاء حاصل نہیں ہو سکے۔

راولپنڈی ۷ جون - افغانستان میں فوجی تعلیم لاری کر دی گئی ہے۔ اور اس پر سختی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شاہ امان اللہ خاں کا ایک رشتہ دار آغا محمد حسین خاں پریڈ میں شامل نہ ہو سکا تو حکام بالادست نے اس سے تاوان طلب کرنے کے علاوہ معافی بھی منگوائی۔

عمیر ممالک کی خبریں

ایتھنز ۸ جون - ۱۵ اپریل کے زلزلے سے جو مکانات متزلزل ہو رہے تھے۔ ایک تادمہ متزلزل ہو گیا۔

یہ زلزلہ ایتھنز میں بھی محسوس ہوا۔

ٹوکیو ۸ جون - آج صبح جب دن بڑا عظیم جاپان ایک کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے ریلوے اسٹیشن پہنچا تو ایک شخص نے مزدوروں کے لباس میں خنجر اٹھائے اور قتل کرنے کی کوشش کی لیکن پولیس اور دیگر عظیم کے باڈی گارڈ پہنچ گئے اور ملازم گرفتار ہو گیا۔

طهران ۶ جون - شاہ افغانستان اور ملکہ معظمہ نے دو شنبہ کے روز طغلس کا معاہدہ فرمایا۔ جارجیہ کونسل کے نمائندگان جمہور نے آپ کو ضیافت میں مدعو کیا۔ کل آپ رشتہ کو روانہ ہو جائیں گے۔

الابرام مصر رقم طراز ہے کہ حکومت برمن کو امید ہے کہ شاہ فواد۔ آقائے رضا شاہ پہلوی اور مصطفیٰ کمالی کا صدر جمہوریہ ترکیہ اس سال جرمنی کی دار الحکومت میں تشریف لائیں۔

یروشلم ۴ جون - ہوش سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بعدیک کے سیاسی رہنماؤں نے عربی شام کی حکومت کے متعلق ایک عہدہ منعقد کیا۔ جلسہ کی اکثریت کسی بادشاہ کے مقرر کرنے کی حامی تھی۔ تجویز قرار پائی۔ کہ اگر سلطان ابن سعود مستعد کریں

اور ان کے زبانی یہ کہنا ہے